عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد ۴۱ | ۲۴ محرم تا ۳ صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ اگست ۲۰۲۲ء | شمارہ ۳۲

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کراچی

ماہ صفر
شرعی احکام

عقیدۂ ختم نبوت تحفظ اور اسوۂ نبوی

وزیر اعظم کے نام کھلا خط

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

لوڈو کھیلنا

س:......لوڈو کھیلنے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ کوئی جوأاور شرط وغیرہ بھی نہ رکھی جائے، نماز وغیرہ کا بھی خیال رکھتے ہوئے کھیلیں تو کیا یہ صحیح ہے؟

ج:......اگر لوڈو میں جوأ نہ لگایا جائے اور شرط وغیرہ نہ لگائی جائے اور اس میں اتنا مشغول نہ ہوں کہ کسی واجب کا چھوڑنا یا کسی حرام کام کا ارتکاب کرنا پڑے تو ایسی صورت میں یہ کھیلنا جائز ہوگا، لیکن بہتر نہیں ہے کیونکہ شریعت ایسے کھیل کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ جس میں تفریح کے ساتھ ساتھ جسمانی ورزش بھی ہو، جبکہ مذکورہ کھیل یا اس قسم کے دیگر کھیل محض وقت کا ضیاع ہیں۔ اس میں دین یا دنیا کا کوئی فائدہ پیش نظر نہیں۔

زکوٰۃ کی مد سے ڈاکٹر کی فیس ادا کرنا

س:......میں ایک ڈاکٹر ہوں، میرے کچھ دوست مجھے زکوٰۃ کی رقم دیتے ہیں تاکہ میں اُن مریضوں پر خرچ کروں جو مستحق ہیں۔ کیا میں اس رقم سے اپنی فیس وغیرہ کاٹ سکتا ہوں؟ یعنی مستحقین جو فیس ادا نہیں کرسکتے، ان کی فیس میں اس فنڈ سے لے سکتا ہوں؟

ج:......زکوٰۃ فنڈ میں سے ضرورت منداور مستحقین مریضوں کو دوائیں تو دے سکتے ہیں، مگر اپنی فیس آپ خود سے نہیں کاٹ سکتے، کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے شرط ہے کہ کسی مستحق کو بلا عوض مالک بنا کردی جائے جس کو تملیک کہتے ہیں، اگر اس شرط پر عمل نہ کیا جائے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

قرآن کریم کی قسم کھانا

س:......کیا قرآن کریم کی قسم کھانے سے قسم ہوجائے گی اور قسم توڑنے پر کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

ج:......قرآن کریم کی قسم کھانے سے قسم منعقد ہوجاتی ہے اور اس کے توڑنے پر کفارہ قسم لازم ہوگا۔ یعنی ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو کپڑے دینا، اگر ان میں سے کسی کی گنجائش نہ ہو تو پھر تین دن روزے رکھے۔ چنانچہ الدرالمختار مع ردالمختار میں ہے:

”ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا وأما الحلف بکلام الله فید ور مع العرف، وقال العینی ان المصحف یمین لایسما فی زماننا وعند الثلاثة المصحف و القرآن و کلام الله یمین۔“

(الدرالمختار مع ردالمختار، ص:۷۱۲، ج:۳، کتاب الایمان)

”وکفارته تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین او کسوتھم بما یستر عامة البدن ...ان عجز عنھا ...صام ثلاثة ایام ولاء۔“ (الدرالمختار مع ردالمختار، ص:۷۲۰-۷۲۷، ج:۳)

غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

س:......کیا کسی غیر مسلم اور ضرورت مند آدمی کی مدد ہم زکوٰۃ کی مد میں کرسکتے ہیں؟

ج:......غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ زکوٰۃ صرف اور صرف مسلمان مستحقین کو ہی دے سکتے ہیں، البتہ غیر مسلم پر نفلی صدقہ وخیرات کی رقم خرچ کرنا جائز ہے اور اس پر بھی اجر وثواب ہے۔

[redacted]

ہفت روزہ ختمِ نبوّت

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۲۴؍محرم الحرام تا ۳۰؍صفر المظفر ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۳ تا ۳۱؍اگست ۲۰۲۲ء شمارہ:۳۲

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

وزیر اعظم پاکستان کے نام کھلا خط	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
ماہِ صفر سے متعلق شرعی احکام	۷	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس، کراچی	۱۰	مولانا محمد قاسم، کراچی
مبلغین ختم نبوت کا سہ ماہی اجلاس	۱۴	حافظ محمد امین، ملتان
عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور اسوۂ نبوی	۱۵	مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ
عیسائی پادریوں سے چند سوالات (۱۱)	۱۹	مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ......	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۵	〃 〃 〃 〃 〃

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا عقد کافی مدّت پہلے ہوچکا تھا، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک زیادہ صحیح قول کے مطابق پچّیس سال تھا اوران کی عمر راجح تر قول کے مطابق چالیس برس تھی، ان کی وفات کا ذکر ۱۰ھ نبوّت کے واقعات میں آئے گا۔

۵:... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحبزادیاں: زینب، فاطمہ، رقیہ، اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہن اپنی والدۂ ماجدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دولتِ ایمان سے بہرہ یاب ہوئیں، جیسا کہ زرقانی نے شرح مواہب میں سیرتِ ابنِ اسحاق اور سیرتِ شامیہ سے نقل کیا ہے۔ بنا بریں علمائے سیرت کا یہ قول کہ: ''فاطمہؓ بنتِ خطاب پہلی عورت ہیں جو حضرت خدیجہؓ کے بعد اسلام لائیں'' اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت خدیجہؓ اوران کی صاحبزادیوں کے بعد وہ سب عورتوں سے پہلے اسلام لائیں، سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ سلم کی چاروں صاحبزادیوں کا سن وفات حسبِ ذیل ہے:

حضرت رقیہؓ: ۲ھ، حضرت زینبؓ: ۸ھ، حضرت اُمِّ کلثومؓ: ۹ھ، حضرت فاطمہؓ: ۱۱ھ۔ تفصیل کے لئے مذکورہ سنین کے حوادث کا ملاحظہ کیا جائے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے جو دو صاحبزادے تھے، یعنی قاسم، یہ بڑے تھے، اور عبداللہ- طیب وطاہر انہی کا لقب تھا- ان دونوں کی ولادت ووفات بعثت سے قبل ہوئی اور بقول بعض نبوّت کے بعد۔ گویا دونوں صاحبزادے اپنے والدین کی تبعیت میں ابتدائے ولادت ہی سے مسلمان تھے۔ مجھے ان کے سنِ ولادت اور سنِ وفات کی تصریح کہیں نہیں مل سکی، البتہ اس میں دورائیں نہیں کہ ان کی ولادت، وفات اور تدفین مکہ میں ہوئی۔ رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے صاحبزادے ابراہیم، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی ماریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے، ان کی ولادت کا ذکر ۸ھ کے واقعات میں آئے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

۶:... اسی سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام سے مشرف ہوئے، بنا بر قولِ مشہور حضرت خدیجہؓ کے بعد اسلام میں آپ کا سب سے پہلا درجہ ہے۔ اور مردوں میں ان کی سبقتِ اسلام تو ایسی مُسلَّم بات ہے کہ کسی کو اس میں کلام نہیں۔ بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سے کافی مدّت پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (نبوّت کی) تصدیق کرچکے تھے، چنانچہ بارہ برس کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بحیرا راہب کے زمانے میں اپنے عمِ محترم ابوطالب کی ہم رکابی میں ملکِ شام کا سفر فرمایا، اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، (بحیرا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی تصدیق کی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُسی وقت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کے معتقد تھے)۔ مگر اس کو ''اِسلام'' نہیں، تصدیق ہی کہا جائے گا، کیونکہ یہ تصدیق قبل از وقت تھی، اور اسلام کے لئے تصدیق بعد از نبوّت ضروری ہے۔ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کی صبح کو مبعوث ہوئے اور اسی شام کو اِسلام کی دولت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ گئی تھی۔

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

وزیراعظم پاکستان کے نام کھلا خط

بخدمت جناب میاں محمد شہباز شریف صاحب، وزیراعظم پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی!

ملک وملت کے بہترین مفاد میں چند گزارشات عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں:

مسلم لیگ ملک عزیز کی بانی جماعت ہے۔ اس کی قیادت کا اس وقت آپ کو اعزاز حاصل ہے۔ آپ حضرات محبّ وطن قومی رہنما ہیں۔ آپ کے عہد اقتدار میں ملک عزیز نے مثالی ترقی کی۔ اس پر ہر محبّ وطن آپ کا شکرگزار اور دعا گو ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ہمیشہ آپ کی حکومتوں کے اختتام پر جو حادثات پیش آئے، دیانت داری کے ساتھ اس کے دیگر عوامل کے علاوہ یہ عوامل بھی ہیں۔ ان پر توجہ فرمائیے۔ اللہ رب العزت کی ذات گواہ ہے الدین النصیحۃ کے تحت آپ کی خیرخواہی کے لئے گزارش ہے:

۱...... آخری بار جب آپ پنجاب کے وزیراعلیٰ اور آپ کے برادر بزرگ وزیراعظم تھے۔ سی.ٹی.ڈی کا محکمہ قائم کیا گیا۔ فورتھ شیڈول میں ڈالنے کی کارروائی کے لئے جو سوالنامہ تیار کیا گیا۔ اس میں متعلقہ آدمی کی بیٹیوں، بہنوں، اہلیہ تک کے نام اور ان کے رابطہ نمبر درج کرنے کا پابند کیا گیا۔ اس کا کوئی اخلاقی، شرعی جواز نہ تھا۔ علاوہ ازیں یہ امر مشرقی روایات کے بھی منافی تھا۔ آج تک صورت حال جوں کی توں ہے۔

۲...... آپ جب پنجاب کے وزیراعلیٰ تھے جس طرح جعلی پولیس مقابلے میں لوگوں کو اڑایا گیا۔ حتیٰ کہ ایک صاحب کو پکڑنے کے بعد منہ کھلوا کر منہ کے اندر نالی رکھ کر فائر کرکے اس کی بوٹی بوٹی کو فضا میں بکھیر دیا گیا۔ اگر ان کو قانون کے سپرد کیا جاتا تو مناسب ہوتا۔ ٹھیک ہے وہ ملزم یا مجرم ہوں گے۔ لیکن ظلم بھی تو آخر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔

۳...... آپ کے عہد میں تینوں صوبوں سے ہٹ کر مدارس اور دینی اداروں پر چرم کی وصولی کی جو پابندیاں لگائی گئیں۔ ان میں ۸۰ فیصد سے زائد غلط اور ناروا تھیں۔ آج تک ان پر نظرثانی نہیں ہوئی۔

۴...... مخدومی! جان کی امان ہو تو گزارش ہے کہ اب آپ وزیراعظم بنے۔ نظر بددور آپ کے محترم صاحبزادہ وزیراعلیٰ پنجاب، ان دنوں پھر سی.ٹی.ڈی کو متحرک کیا گیا۔ پورے ملک میں امن وامان ہے کہیں کوئی بدامنی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسٹیٹ کو قانون کی حکمرانی بخشی تھی۔ چند روزہ اقتدار ملتے ہی پنجاب کی سی.ٹی.ڈی نے پھر وہی پھرتی دکھائی۔ دور نہ جائیں جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے عہدیدار جناب نصیر احمد احرار کو بار بار چ کیا گیا۔ وہ جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما، ان کے آباء واجداد انگریز سے مقابلہ کرکے استخلاص وطن کے لئے پیش پیش رہے۔ ایسے مخلص قومی، محبّ وطن لوگوں کے ساتھ آپ اور آپ کے ولی عہد کے دور اقتدار میں ایجنسیوں کا یہ رویہ کبھی فراغت کے وقت علیحدگی میں آخرت کی مسئولیت کو سامنے رکھ کر سوچئے کہ یہ کیا ہوا ہے۔

۵...... جناب چوہدری پرویز الٰہی صاحب نے پنجاب اسمبلی کی جدید عمارت میں ختم نبوت کی آیت واحادیث نبوی لگوائیں۔ پنجاب بھر کے حکومتی دفاتر میں آیات واحادیث کے چارٹ لگوانے کا آرڈر جاری کرایا۔ ختم نبوت کا حلف نامہ نکاح فارم میں شامل کرایا۔ اب اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ خیبر پختون خواہ اسمبلی میں مندرجہ بالا تمام امور کی قراردادیں متفقہ منظور ہوئیں۔ الحمدللہ!

اور آپ نے اپنے دور اقتدار میں ابوبکر خدابخش نھوکہ قادیانی کو ترقی پر ترقی دی۔ اس کے داماد کو اس کے قائم مقام کے طور پر آگے لائے۔ آپ کے

برادر بزرگ نے قادیانیوں یعنی حضور ﷺ کے ازلی ابدی دشمن اور گستاخ ملعون قادیان کے پیروؤں کو اپنا بھائی کہا۔

جناب چوہدری پرویز الٰہی صاحب کا یہ طرز عمل اور آپ یعنی میاں برادران کی کرم فرمائیاں ختم نبوت ایسے مقدس کاز کے ساتھ بیّن تفاوت! اس پر ہم کیا عرض کریں۔ گرگویم زبان سوزد۔

مخدوم گرامی! تلخ نوائیوں کی معافی کے ساتھ عرض ہے کہ آپ کی خدمت میں ۲۵/اپریل ۲۰۲۲ءکو ایک عریضہ لکھا تھا جس کی کاپی وٹس ایپ کے ذریعہ قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہم نے آپ کو بھجوائی جس میں عرض کیا گیا تھا: ”سابقہ حکومت نے آذربائیجان میں سیالکوٹ کے بلال نامی شخص کو پاکستان کا سفیر مقرر کیا۔ یہ سفیر سکہ بند اور جنونی قسم کا قادیانی ہے۔ قادیانیت کی اشاعت وتبلیغ اس کا وطیرہ ہے۔ اس نے کئی مسلمانوں کو وہاں قادیانی بنایا۔ جن میں دو تو کنفرم ہیں۔ اسلامی مملکت پاکستان کے خزانہ سے آب ودانہ کھا کر قادیانیت کا پرچار کرنا موجودہ حکومت کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے۔ اس نے پاکستانی سفارت خانہ آذربائیجان کو قادیانیت کی تبلیغ کے اڈہ میں تبدیل کیا ہوا ہے۔ پاکستانی اسٹوڈنٹس کو بلا کر ان کی دعوتیں کرنا ان پر اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے انہیں قادیانی بنانے کی اس نے ات مچا رکھی ہے۔ آذربائیجان لینگویج یونیورسٹی میں اردو کی تعلیم کے لئے اپنے قادیانی رشتہ دار کو لگایا ہوا ہے۔ قادیانی کتب ورسائل لٹریچر تقسیم کرنا اس کا دن رات کا مشغلہ ہے۔“

خالصۃً ایک ایسی درخواست جو دینی اہم عقیدہ کے متعلق تھی۔ مملکت خداداد پاکستان جس کے متعلق قانون بنا چکی ہے۔ جو قانون اسٹیٹ کی پراپرٹی ہے۔ آپ نے ایک مرے ہوئے مچھر جتنی اسے اہمیت نہ دی۔ آپ کی عقیدہ ختم نبوت کے لئے بے نیازی کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ وہ قادیانی سفیر کچھ کارروائی نہ ہونے پر اور دلیر ہوگیا۔ علی الاعلان مسلمانوں کو قادیانی شوکر کے رقمیں بھی بٹور رہا ہے۔ مسلمانوں کو قادیانی بھی بنا رہا ہے۔ شنید ہے کہ اسی (۸۰) افراد کو اس نے قادیانی بنایا ہے۔

محترم، قبلہ میاں صاحب! آپ اس گستاخی پر مجھے دار پر کھنچوا دیجئے لیکن پاکستان اسلامی مملکت کے قادیانی سفیر کے ذریعہ ختم نبوت کے منکرین کو پروموٹ کر کے رحمت عالم ﷺ کے دل مبارک کو زخمی نہ کیجئے۔ یہ نہ سوچئے کس نے کہا۔ یہ سوچئے کہ جو کام آپ کے کرنے کا ہے اسے درخور اعتناء نہ سمجھ کر آپ مملکت پاکستان اور اپنے ساتھ انصاف فرما رہے ہیں۔ پہلے عریضہ میں یہ عرض کیا۔ اب بھی یہی عرض ہے۔

”آپ سے درخواست ہے کہ اس کے خلاف فوری اقدام کر کے پاکستان کے نام کو قادیانیت کے پرچار کے لئے بطور آلہ کے استعمال ہونے سے روکا جائے۔“

والسلام مع الاحترام

فقیر: اللہ وسایا ...... خادم ختم نبوت ملتان

۸/اگست ۲۰۲۲ء

کاپی برائے:

۱:... بخدمت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب صدر پی.ڈی.ایم اسلام آباد

۲:... بخدمت جناب بلاول بھٹو زرداری صاحب وفاقی وزیر خارجہ اسلامی جمہوریہ پاکستان

۳:... بخدمت جناب مولانا عطاء الرحمٰن صاحب سینٹر آف پاکستان

۴:... بخدمت جناب مولانا عبدالغفور حیدری صاحب جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام پاکستان

۵:... بخدمت جناب مولانا مفتی عبدالشکور صاحب وفاقی وزیر مذہبی امور اسلام آباد

۶:... بخدمت جناب وفاقی سیکرٹری وزارت خارجہ اسلام آباد

۷:... بخدمت جناب وفاقی وزیر قانون اسلام آباد

(نوٹ) یہاں تک تو حالات کی ستم ظریفی پر معروضات عرض کیں۔ لیکن جہاں تک ایمان وعقیدہ کا تعلق ہے تو اس یقین سے معمور ہیں کہ قادیانیت خود بھی ڈوبے گی اور اسے بچانے والے بھی۔ ان شاءاللہ! وما ذالک علی اللہ بعزیز! وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

ماہِ صفر سے متعلق شرعی احکام

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

دین اسلام ایک نہایت ستھرا اور پاکیزہ مذہب ہے، اور یہی وہ فطری دین ہے جو قیامت تک کے تمام مسلمانوں کے لئے ایک جامع دستور العمل اور مکمل ضابطۂ حیات کی حیثیت رکھتا ہے؛ اس کے احکام، آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن اور ماہتاب شب افروز سے زیادہ واضح ہیں؛ اس کی تعلیمات نہایت عمدہ، صاف اور صلاح وفلاح کی ضامن ہیں۔ بنیادی طور پر دین اسلام دو چیزوں سے مرکب ہے: (۱) عقیدہ، (۲) عمل۔ اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ وہ صحیح عقیدہ اور عمل ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ومعتبر ہے جس کی شریعت نے تعلیم دی ہے اور اس عقیدہ وعمل کا کوئی اعتبار نہیں جو کلی یا جزئی طور پر دین اسلام کی تعلیمات کے مغائر ومخالف ہے۔

موجودہ دور میں اسلامی تعلیمات سے دوری اور بے توجہی عام ہوتی جارہی ہے؛ جس کا لازمی نتیجہ عقیدہ وعمل میں خرابی اور بگاڑ کی شکل میں رونما ہو رہا ہے اور اسی کا ایک حصہ بدشگونی، توہم پرستی اور خود ساختہ فاسد خیالات ونظریات بھی ہیں، اس سلسلہ میں بعض مروجہ اعمال وافکار اور رسوم ورواج اس طرح لوگوں کے دلوں میں رچ بس گئے ہیں کہ اگر اس قدر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پر توکل اور اس کی قدرت کاملہ کا یقین اور تقدیر پر ایمان دلوں میں راسخ ہو جائے تو دارین کی سعادت مندی نصیب ہو جائے؛ من جملہ ان فاسد عقائد کے کچھ وہ جاہلانہ توہمات بھی ہیں جو ماہ صفر سے متعلق معاشرہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔

صفر اسلامی کیلنڈر کا دوسرا مہینہ ہے جس کے بارے میں لوگوں کے درمیان بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ جہاں ایک طرف اس کے ساتھ بہت سی توہمات اور بدشگونیاں وابستہ کر لی گئی ہیں، وہیں دوسری طرف ان کے خود ساختہ حل بھی تلاش کر لئے گئے ہیں، صفر کا مہینہ اسلام سے پہلے بھی منحوس سمجھا جاتا تھا؛ لیکن اسلام نے نیک فالی کے طور پر اسے صفر الخیر یا صفر المظفر (بھلائی اور کامیابی کا مہینہ) کا نام دیا۔

صفر کے معنی اور وجہ تسمیہ:

عربوں کے ہاں چار مہینے حرمت کے تھے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔ ان مہینوں میں وہ ہر قسم کے جنگ وجدل سے باز رہتے اور اس انتظار میں ہوتے کہ جیسے ہی یہ حرمت والے مہینے ختم ہوں تو وہ لوٹ مار کا بازار گرم کریں؛ لہٰذا صفر شروع ہوتے ہی وہ قتل وغارت گری، لوٹ مار و رہزنی اور جنگ وجدل کے ارادے سے گھروں سے نکلتے؛ جس کے نتیجے میں ان کے گھر خالی ہو جاتے۔ اس طرح عربی میں یہ محاورہ ’’صفر المکان‘‘ (گھر کا خالی ہونا) مشہور ہو گیا چنانچہ معروف محدث اور تاریخ داں علامہ سخاویؒ نے اپنی کتاب ’’المشہور فی اسماء الایام والشہور‘‘ میں صفر کے مہینے کی یہی وجہ تسمیہ لکھی ہے، نیز صفر کو صفر اس لئے بھی کہتے ہیں کہ لگاتار حرمت والے مہینے گزرنے کے بعد باشندگان مکہ جب سفر کرتے تھے تو سارا مکہ خالی ہو جاتا تھا۔ (لسان العرب لابن منظور)

ماہ صفر میں رائج خرافات:

۱:... کچھ لوگ ماہ صفر اور خصوصاً اس کے ابتدائی تیرہ دن ...... جنہیں تیرہ تیزی سے موسوم کیا جاتا ہے ...... کو منحوس جانتے ہیں اور ان میں آفات و بلیات اور مصیبتوں کے نازل ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں حتی کہ بعضوں نے سینکڑوں کی تعداد میں آفات وبلیات کے نزول کی اور ماہ صفر کے منحوس ہونے کی بے اصل اور من گھڑت روایات بھی نقل کر لی ہیں۔

۲:... اس ماہ میں نہ رشتہ تلاش کیا جاتا ہے، نہ شادی بیاہ کی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں؛ بلکہ جن کی شادی ہو چکی ہوتی ہے، ابتداء میں ان شوہر اور بیوی کو تیرہ دن تک جدا رکھا جاتا ہے اس نظریہ سے کہ ان ایام میں ان کا میل جول آپس میں کشیدگی اور نزاع کا باعث ہوگا۔

۳:... اس ماہ میں سفر نہیں کیا جاتا اور کسی نئے کام کا آغاز مثلاً دکان یا مکان کی افتتاح

وغیرہ نہیں کی جاتی؛ اس بنا پر کہ اس ماہ کی نحوست کی وجہ سے یہ سب کام باعث خیر نہ ہوں گے۔

۴:... تیرہویں تاریخ کی صبح کو تیرہ تیزی کی مخصوص خیرات، آفات و بلیات سے حفاظت کے لئے بطور صدقہ فقرا میں تقسیم کردی جاتی ہے۔

۵:... ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو اہل خانہ کے ساتھ سیر وتفریح کی جاتی ہے؛ جس کا نظریہ یہ ہے کہ اس روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل صحت فرمایا تھا اور تفریح فرمائی تھی۔

یہ تمام کے تمام جاہلانہ نظریات اور بے حقیقت باتیں ہیں۔ شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں۔ اگر ماہ صفر میں نحوست ہوتی یا یہ آفات وبلیات کا مہینہ ہوتا تو شریعت میں اس کا ضرور تذکرہ ہوتا اور اس سے حفاظت کے طریقے بھی بتائے جاتے؛ لیکن قرآن و حدیث میں کہیں بھی ایسی تصریح نہیں؛ بلکہ اس کے برعکس صحاح ستہ ودیگر کتب حدیث کی سینکڑوں روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماہ صفر میں قطعاً کوئی نحوست نہیں ہے۔ دین اسلام نے کبھی کسی مہینہ اور کسی دن کو منحوس قرار نہیں دیا؛ لہٰذا کوئی وقت برکت والا اور عظمت وفضیلت والا تو ہوسکتا ہے جیسے ماہ محرم، ماہ رمضان، سال کے متبرک شب و روز اور جمعہ کی ساعت اجابت (قبولیت کی گھڑی) وغیرہ؛ لیکن نحوست والا قطعی نہیں ہوسکتا، اور ماہ صفر میں انجام دیئے جانے والے یہ تمام امور اور اس سے متعلق نظریات خود ساختہ اور ایجاد بندہ کی قبیل سے ہیں۔ اب رہا آخری چہار شنبہ سے متعلق نظریہ سو اس کا جواب یہ ہے کہ تمام مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ اس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحت یاب نہیں ہوئے؛ بلکہ مرض الموت (جس میں آپ تیرہ دن تک بیمار رہے) کی ابتدا، اس دن سے یعنی ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ سے ہوئی جو بڑھتی ہی گئی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوا۔ لہٰذا یہ آپ کے مرض وفات کے آغاز کا دن تھا نہ کہ صحت یابی کا۔ (فتاوی رشیدیہ) چنانچہ مفتی عبدالرحیم صاحبؒ فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کے لئے آخری چہار شنبہ کے طور پر خوشی کا دن منانا جائز نہیں۔ ''شمس التواریخ'' وغیرہ میں ہے کہ ۲۶/صفر ۱۱ھ دوشنبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو رومیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور ۲۷/صفر سہ شنبہ کو اسامہ بن زیدؓ امیرِ لشکر مقرر کیے گئے، ۲۸/صفر چہار شنبہ کو اگرچہ آپؐ بیمار ہوچکے تھے؛ لیکن اپنے ہاتھ سے نشان تیار کر کے اسامہ کو دیا تھا، ابھی (لشکر کے) کوچ کی نوبت نہیں آئی تھی کہ آخر چہار شنبہ اور پنج شنبہ میں آپ کی علالت خوفناک ہوگئی اور ایک تہلکہ سا مچ گیا، اسی دن عشاء سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے پر مقرر فرمایا۔ (شمس التواریخ) اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۲۸/صفر کو چہار شنبہ (بدھ) کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں زیادتی ہوئی تھی اور یہ دن ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ تھا، یہ دن مسلمانوں کے لئے تو خوشی کا ہے ہی نہیں؛ البتہ یہود وغیرہ کے لئے شادمانی کا ہوسکتا ہے، اس روز کو تہوار کا دن ٹھہرانا، خوشیاں منانا وغیرہ، یہ تمام باتیں خلافِ شرع اور ناجائز ہیں۔'' (فتاویٰ حقانیہ، کتاب البدعۃ والرسوم وکذافی فتاویٰ رحیمیہ، ما یتعلق بالسنۃ والبدعۃ، دارالاشاعت)

لمحۂ فکریہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کے آغاز پر یہود کا جشن کے طور پر آخری چہار شنبہ منانا تو ان کی اسلام دشمنی کی وجہ سے ظاہر اور واضح ہے؛ لیکن اہل اسلام اس امر میں غور کریں کہ وہ آخری چہار شنبہ کی اس یہودیانہ رسم کو اپنا کر کہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض وفات کا جشن منانے میں صورتاً یہود کی موافقت تو نہیں کر رہے ہیں؟ (اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے)۔

ماہ صفر کو منحوس سمجھنے کی تردید:

اس مہینے کے تعلق سے لوگوں میں جو درج بالا رسومات رواج پاچکے ہیں ان کی تردید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جا بجا متعدد احادیث میں فرمائی ہے، چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ ہی بدشگونی لینا جائز ہے، نہ اُلو کی نحوست یا روح کی پکار کوئی چیز ہے اور نہ ماہِ صفر میں نحوست ہوتی ہے۔ (بخاری) ایک اور روایت میں ہے: (۲) کسی چیز کو منحوس خیال کرنا شرک ہے، کسی چیز کو منحوس خیال کرنا شرک ہے۔ (رواہ ابوداؤد) سنن ابوداؤد کی اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ: جاہلیت میں لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ بدشگونی (کسی چیز کو منحوس سمجھنا) نفع لاتی ہے یا نقصان دور کرتی ہے، چنانچہ جب انہوں نے اسی اعتقاد کے مطابق عمل کیا تو گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرکِ خفی کا ارتکاب کیا۔ (۳) ایک موقع پر آپ نے یوں فرمایا: جو شخص بدشگونی کے ڈر کی وجہ سے اپنے کسی کام سے رک گیا یقیناً اس نے شرک (اصغر) کا ارتکاب کیا۔ (رواہ احمد فی مسندہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک واقعہ پیش آیا۔ مصر میں زمانہ جاہلیت سے یہ تصور عام تھا کہ سال میں ایک مرتبہ دریائے نیل میں ایک کنواری خوبصورت لڑکی کو ڈال دیا جاتا، اس عمل کو باشندگان مصر اس لئے انجام دیتے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو دریائے نیل ٹھہر جائے گا اور سارا پانی ختم ہو جائے گا، کچھ تجربات کی وجہ سے ان کا اعتقاد بھی اس سلسلہ میں مضبوط ہوگیا تھا، جب اسلام اس سرزمین پر پہنچا اور حضرت عمرو بن العاصؓ گورنر مقرر کئے گئے تو یہی صورت حال پیش آئی، لوگ آپ کے پاس جمع ہوگئے اور اپنی سابقہ روایات کا تذکرہ کیا، حضرت عمرو بن العاصؓ نے صاف کہہ دیا کہ یہ تو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، ایسا نہیں کیا جائے گا۔ پھر آپ نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کو ایک خط لکھا اور حالات سے واقف کروایا۔ حضرت عمرؓ نے ایک چٹھی لکھی اور کہا کہ اسے دریائے نیل میں ڈال دیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس چٹھی کو دریائے نیل میں ڈال دیا، پانی پوری روانی کے ساتھ بہنا شروع ہوگیا اور سارے لوگ حیران تھے۔ اس چٹھی میں حضرت عمر فاروقؓ نے لکھا تھا کہ: یہ خط اللہ تعالیٰ کے بندے عمر کی طرف سے دریائے نیل کے نام: امابعد! اگر تو اپنی طرف سے جاری ہوتا تھا تو مت ہو اور اگر اللہ واحد وقہار نے تجھ کو جاری کیا تو ہم اسی سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تجھ کو جاری کر دے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ:114)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت کے ایک غلط دستور اور رواج کا نہ صرف خاتمہ فرمایا بلکہ اسلام کی حقانیت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بھی واضح فرمادیا۔

الغرض: ماہ وسال، شب و روز اور وقت کے ایک ایک لمحے کا خالق اللہ ربّ العزت ہے، اللہ تعالیٰ نے کسی دن، مہینے یا گھڑی کو منحوس قرار نہیں دیا؛ بلکہ قرآن مجید میں اس کا صاف اعلان فرمادیا:

ترجمہ: ”کوئی مصیبت نہ زمین پر پہنچتی ہے اور نہ تمہاری جانوں پر مگر وہ ایک کتاب میں ہے، اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں۔“ (الحدید)

لہٰذا ایسے جاہلانہ خیالات جو غیر مسلم اقوام اور قبل از اسلام مشرکین کے ذریعے مسلمانوں میں داخل ہوئے ہیں ان سے بچنا از حد ضروری ہے، آج یہی فاسد نظریات مسلم اقوام میں بھی دَر آئے ہیں، اس لئے ماہ صفر بالخصوص اس کی ابتدائی تاریخوں کو منحوس سمجھنا سب جہالت کی باتیں ہیں، دین اسلام کے روشن صفحات ایسے توہمات سے پاک ہیں، کسی وقت کو منحوس سمجھنے کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں؛ بلکہ کسی دن یا کسی مہینہ کو منحوس کہنا درحقیقت اللہ ربّ العزت کے بنائے ہوئے زمانہ میں، جو شب و روز پر مشتمل ہے، نقص وعیب نکالنے کے مترادف ہے۔

سعادت ونحوست کا معیار!

حقیقت یہ ہے کہ نحوست اور سعادت کا معیار انسان کا اپنا عمل ہے، ہر وہ نیک عمل جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا گیا ہو چکا ہے وہ سال کے کسی مہینے اور مہینے کے کسی روز وشب میں ہو، وہ مہینہ اور وہ زمانہ باسعادت ہے، اسی طرح ہر برا عمل جسے انسان نے اپنی زندگی کے کسی بھی وقت انجام دیا ہو، وہ وقت اس کے لئے نحوست کا باعث ہے۔ بالفاظِ دیگر دین وشریعت کے احکامات و تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے جدوجہد کرنے، اللہ اور رسول کی بتائی ہوئی باتوں اور سنتوں کا اہتمام والتزام کرنے نیز اوامر کے امتثال ونواہی سے اجتناب کی سعی کرنے میں جو وقت گزرتا ہے وہ وقت انسان کی نیک بختی وسعادت مندی، فلاح وظفر مندی اور فوز وکامرانی کا سبب بنتا ہے جو ہر مردِ مومن کے لئے اس کے ایمان کی تروتازگی اور نشوونما کا باعث ہے، اس کے برعکس خلافِ شریعت، ترکِ سنت اور ارتکاب معصیت کی وجہ سے انسان پر غیر شعوری طریقے سے جو منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ اس کی زندگی میں قباحتوں اور نحوستوں کا احساس دلاتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ بعینہٖ اسی وقت کو منحوس سمجھنے لگتا ہے۔ مختصر یہ کہ صفر، سراپا خیر ہے، صفر باظفر ہے، صفر نے غزوات کے سب سے پہلے غزوے، غزوۃ الابواء سے اسلام کو کامیابیاں بخشی ہے، صفر نے صحابہ کرامؓ سابقینؓ اولینؓ کو جینے کا حوصلہ دیا ہے، سن۴ہجری ماہ صفر میں رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے اور ماہ صفر سن ۷ ہجری میں ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا ہے۔

اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم بدشگونی اور بدفالی کے اس عمل کو چھوڑ کر عزم و یقین، خلوص و نیک نیتی اور تقویٰ وللّٰہیت کے ذریعہ ماہِ صفر میں بلا تأمل ہر وہ عمل کریں جو ہم شبانہ روز ماہ وسال کے دوران مختلف مواقع سے کرتے رہتے ہیں۔ حق تعالیٰ ہمیں عقل سلیم اور فہم مستقیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

کراچی کی سرزمین پر

عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس

مولانا محمد قاسم، کراچی

لوگوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو دوطرح کی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، بولنے کی صلاحیت اور لکھنے کی صلاحیت۔ روز اول سے انسان ان دونوں صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاتا آیا ہے، خصوصاً بیان کرنے کا ملکہ تو ہر دور میں انسانی ضرورت کا لازمہ رہا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی دعوت انسانوں کو اپنے قوت کلام و زورِ بیان ہی کے ذریعے دی ہے۔ الفاظ اور جملے اپنے اندر ایک تاثیر رکھتے ہیں اور جب کہنے والا سامعین کے لئے خیرخواہی و دردمندی کے جذبے سے معمور ہو تو پتھر دل بھی موم ہوجاتا ہے۔ جدید دور میں لوگوں تک اپنی بات پہنچانے کے لئے جہاں مختلف ذرائع استعمال کیے جاتے ہیں، ان میں ایک موثر ذریعہ ''کانفرنس'' کے عنوان سے اجتماع کرکے اپنا پیغام پہنچانا ہوتا ہے۔

خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی دعوت عام کرنے کے لئے نجی مجالس ومحافل میں بھی اعزہ واقارب کو مدعو کرکے انہیں پیغام دیا اور فاران کی چوٹی پر کھڑے ہوکر بھی صدا لگائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا شعور دنیا بھر میں اجاگر کرنے کے لئے غلامان مصطفیٰ بھی عوامی مقامات پر جلسوں اور کانفرنسوں کا اہتمام کرکے درحقیقت اسی سنت نبویہ کی یادگار برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام پورے ملک میں چھوٹی بڑی کانفرنسوں کا جال پورا سال بچھا رہتا ہے مگر دو روزہ سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ان میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کانفرنس دراصل متحدہ ہندوستان میں قادیانی فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے ۲۰ تا ۲۲/اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان میں ہونے والی پہلی ختم نبوت کانفرنس کا تسلسل ہے۔

فتنۂ قادیانیت نے عقیدۂ ختم نبوت پر ڈاکا ڈالا تو اسلام کی ایک ایک اصطلاح کو چرا کر اپنے کفر وزندقہ پر چسپاں کرنے کی کوشش کی، اپنے فتنہ پرور دین قادیانیت کو العیاذ باللہ! اسلام کا نام دیا، مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو محمد رسول اللہ ٹھہرایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی اصطلاح مرزا نے اپنے گھر والوں کے لئے منتخب کی، ام المومنین کا اعزاز مرزا نے اپنی بیوی کو دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کا لقب مرزا نے اپنے بے ایمان ساتھیوں کو دیا، قرآن کریم کے مقابلے پر اپنے شیطانی الہامات و پیشگوئیوں کا چربہ ''تذکرہ'' نامی کتاب کو لا کھڑا کیا، کفر کے گڑھ قادیان کو مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ سے افضل قرار دیا، حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا مصداق خود کو ٹھہرایا، قادیان میں جعلی منارۃ المسیح بنایا، زکوٰۃ کی جگہ سالانہ ٹیکس عائد کیا، جہاد کو منسوخ کردیا، نام نہاد بہشتی مقبرہ بنایا اور حج کی بجائے قادیان کے سالانہ جلسہ میں حاضری کو لازمی قرار دیا۔ یہی سالانہ جلسہ قادیانی کفر وزندقہ کی سالانہ عالمی نشر واشاعت کا پلیٹ فارم ہے۔ علمائے امت نے جب فتنۂ قادیانیت کا مقابلہ شروع کیا تو جہاں دلائل و براہین کے میدان اور مناظرہ ومباہلہ کے محاذ پر اسے شکست سے دوچار کیا وہیں میدانِ خطابت میں بھی اسے چاروں شانے چت کیا ہے۔

اس وقت خطبائے امت کا سب سے بڑا پلیٹ فارم مجلس احرارِ اسلام تھی جس کی سرگرمیاں ہندوستان سے انگریز کو نکال باہر کردینے تک محدود تھیں، فتنۂ قادیانی کی سرکوبی کے لئے تکوینی طور پر مامور امام العصر علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ نے امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو پانچ سو علماء کے اجلاس میں محاذ ختم نبوت کا سالار مقرر فرمایا تو مجلس احرارِ اسلام نے تحفظ ختم نبوت اپنا نصب العین بنالیا، اس کے لئے باقاعدہ شعبۂ تبلیغ جاری کیا گیا اور اسی کے تحت ۲۰ تا ۲۲/اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان میں پہلی ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ یہ تحفظ ختم نبوت کے لئے جماعتی سطح پر تحریک کا آغاز تھا۔

اگست ۱۹۴۷ء کو قیامِ پاکستان کے بعد فتنۂ

قادیانیت اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ یہاں منتقل ہوا اور صوبہ پنجاب کے زرخیز علاقے دریائے چناب کے کنارے ربوہ کے نام سے قادیانی کفر نے اپنی ریاست قائم کرلی۔ وزیر خارجہ ظفراللہ قادیانی کی شہ پر قادیانی ملکی کلیدی و حساس عہدوں پر دندنانے لگے۔اس صورت حال کے پیش نظر جنوری ۱۹۴۹ء میں امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا۔ اس جماعت نے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ہائے ختم نبوت میں قادیانی منہ زور گھوڑے کو لگام ڈالنے کے لئے امت کی قیادت کی اور آئین پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے تحت قادیانیوں پر شعائر اسلام استعمال کرنے پر پابندی عائد کردی گئی۔ان تمام تر کامیابیوں کے پیچھے عوامی رائے عامہ ہموار کرنے کا بنیادی عنصر کارفرما ہوتا ہے، جو ختم نبوت کانفرنسوں کے عنوان سے مسلمانوں کے ایمان کو تازگی بخشتا ہے۔

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں شروع ہونے والا مجلس تحفظ ختم نبوت کا کارواں خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مفکر ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ، محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ سے ہوتا ہوا جب خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی قیادت میں آیا تو اسے بیرون ملک بھی قادیانیوں کی سرکوبی کا موقع ملا اور قادیانیوں کی پناہ گاہ لندن میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اجرا ہوا، اب تو برطانیہ کی کئی مسلم تنظیموں نے یہ بیڑا اٹھالیا ہے مگر یہاں بھی فوقیت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو حاصل رہی، قادیانی سربراہ مرزا طاہر کے لندن فرار کے بعد ۱۹۸۴ء میں پہلی ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔وطن عزیز پاکستان کے تمام بڑے شہروں اور قصبات میں ماہِ ستمبر کے خصوصی موقع پر ختم نبوت کانفرنسوں کا سلسلہ ہوتا ہے، کیونکہ ۷؍ستمبر۱۹۷۴ء کو آئین پاکستان نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔

قادیانی جو پہلے ہی قرآن وسنت و اجماع امت کی روشنی میں کافر تھے، پاکستان میں آئینی سطح پر بھی کافر تسلیم کیے گئے۔قرآن کریم کی ۱۰۰ آیات کریمہ، ۲۱۰ احادیث نبویہ اور امت مسلمہ کا پہلا اجماع عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ پر ہوا ہے۔ سب سے پہلے غازی ختم نبوت حضرت فیروز دیلمیؓ ہیں، جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر پہلے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کو قتل کیا۔ سب سے پہلے مجاہد ختم نبوت حضرت ابو مسلم خولانی (عبداللہ بن ثوبؒ) ہیں جنہیں اسود عنسی نے اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان نہ لانے کی پاداش میں زندہ آگ میں جلانے کی کوشش کی، مگر اللہ کے حکم سے آگ ان پر ٹھنڈی ہوگئی۔سب سے پہلے شہید ختم نبوت حضرت حبیب بن زیدؓ ہیں جنہیں ختم نبوت کے دوسرے بڑے منکر مسیلمہ کذاب نے ٹکڑے ٹکڑے کرکے شہید کیا۔سب سے پہلے اسیرِ ختم نبوت حضرت عبداللہ بن وہب اسلمیؓ ہیں، جنہیں مسیلمہ کذاب نے گرفتار کرکے جیل میں ڈالا پھر حضرت خالد بن ولیدؓ نے جنگ یمامہ کے روز انہیں جیل سے چھڑایا۔سب سے پہلے سالارِ ختم نبوت حضرت ضرار بن ازورؓ ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے تیسرے ڈاکو طلیحہ اسدی کی سرکوبی کے لئے لشکر تیار کرکے روانہ فرمایا تھا۔عہد نبوت میں ختم نبوت کی پہلی جنگ طلیحہ اسدی کے خلاف لڑی گئی، جب کہ عہد خلافت راشدہ میں اسلام کی پہلی جنگ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے یمامہ کے مقام پر مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔سب سے پہلے محافظ ختم نبوت کا اعزاز خلیفہ اول سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حاصل ہے، جنہوں نے سرکاری سطح پر تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دیا اور موجودہ جمہوری دنیا میں پاکستان وہ پہلا اسلامی ملک ہے جہاں آئینی وسرکاری سطح پر فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کی گئی۔

پاکستان زندہ باد اسی لئے ہے کہ یہاں ختم نبوت زندہ باد ہے۔تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بقاو سلامتی کی واحد ضمانت ہے۔عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ پوری امت مسلمہ کو وحدت کی لڑی میں پرو دینے والی مضبوط کڑی ہے۔آئین پاکستان نے اسلامیانِ پاکستان کو ان کے حکمران کے مسلمان ہونے کی یقین دہانی کرائی ہے، کوئی قادیانی پاکستان کا حکمران کبھی نہیں بن سکتا، چنانچہ قومی اسمبلی میں تحفظ ختم نبوت کے وفد کی قیادت کرنے والے، قادیانی کفر کے مقابلے پر ملت اسلامیہ کا موقف پیش کرنے والے، قائد جمعیت علماء اسلام، مفکر اسلام ومفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمودؒ کا ارشاد ہے: ’’سن لیجئے! پاکستان کا حکمران صرف وہی بن سکتا ہے جو اسلام کے بنیادی عقائد توحید، رسالت، ختم نبوت اور آخرت پر یقین رکھتا ہو۔‘‘ پاکستان نے ہمیشہ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ملت اسلامیہ کی قیادت کی ہے، رابطہ عالم اسلامی سے لے کر بیرونی عدالتوں تک اور مختلف ممالک

نے قادیانیوں کو غیر مسلم مانا ہے اور حجاز مقدس کی سرزمین پر ان ناسوروں کا داخلہ بند ہوا ہے تو پاکستان کے علماء وعوام کی کاوشوں سے ہوا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت سال رواں یکم تا ۱۰؍ستمبر ’’عشرۂ ختم نبوت‘‘ منانے کا فیصلہ کیا گیا ہے، جس کے مطابق پہلی ختم نبوت کانفرنس کراچی، ۲؍ستمبر کو شیخوپورہ، ۳؍ستمبر کو حافظ آباد، ۴؍ستمبر کو ساہیوال، ۵؍ستمبر کو عارف والا، مخدوم پور، پہوڑاں، ۶؍ستمبر کو لاہور جامعہ اشرفیہ و کوہاٹ، ۷؍ستمبر کو پشاور، ۸؍ستمبر جھنگ ونوشہرہ، ۹؍ستمبر کو ملکوال و پیر محل ونظام پورہ نوشہرہ، ۱۰؍ستمبر سیالکوٹ، بنوں، فیصل آباد میں کانفرنسیں ہوں گی۔ ۷؍ستمبر کو ملتان میں عظیم الشان موٹر سائیکل ریلی نکالی جائے گی، بہاولپور میں ۶؍اکتوبر کو جنوبی پنجاب کی سطح پر کانفرنس ہوگی جب کہ سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ۲۷، ۲۸؍اکتوبر کو حسب سابق جامعہ ختم نبوت، مسلم کالونی چناب نگر میں ہوگی۔

شہر کراچی میں یکم ستمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعرات بعد نماز عصر عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس مزارِ قائد کے سامنے باغِ جناح میں منعقد ہونے جارہی ہے۔ تحفظ ختم نبوت کی تاریخ میں شہر کراچی ہمیشہ صف اول میں نظر آیا ہے، نشتر پارک میں قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ کی توہین اسلام پر تقریر کا شدید ردِ عمل کراچی کے عوام نے دے کر وہ جلسہ ہی الٹ دیا تھا۔ امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے زمانے سے کراچی میں تحفظ ختم نبوت کا مرکز بنایا گیا جو اب نمائش چورنگی پر مسجد باب الرحمت سے متصل واقع ہے۔ اس دفتر ختم نبوت سے گلستانِ ختم نبوت کی آبیاری اکابرین علماء کرام و بزرگان دین نے اپنی لہو سے کی ہے۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ، حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ، شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ و صاحبزادہ حافظ محمد حذیفہ جلال پوریؒ، مولانا محمد اجمل شاہین، مولانا فخر الزماں و دیگر شہدائے ختم نبوت نے اپنے مقدس خون سے چمنستانِ ختم نبوت کو سینچا ہے، جس کی برکت سے کراچی کی لگ بھگ دس ہزار مساجد و پانچ سو مدارس و مکاتب میں سے اکثریت کے اندر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی محنت سے بیانات، دروس، کورس اور کانفرنسوں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ محدث العصر علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ اور جانشین بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کی ولولہ انگیز قیادت نے کراچی بھر میں محاذ ختم نبوت کو گرم رکھا، جسے ان کے بعد ان کے جانشینوں نے آج تک سنبھالا ہوا ہے۔ موجودہ قیادت امیر مرکزیہ حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، نائب امیر مرکزیہ صاحبزادہ حضرت مولانا عزیز احمد اور صاحبزادہ حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری پر مشتمل ہے۔ جن کی راہنمائی میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی، حضرت مولانا قاضی احسان احمد اور تقریباً ۴۰ مبلغین ملک بھر میں صدائے تحفظ ختم نبوت لگاتے پھر رہے ہیں۔ انشاء اللہ شہر کراچی میں ہونے والی یہ کانفرنس اپنی تاریخ آپ مرتب کرے گی اور فقید المثالی کا ریکارڈ بنائے گی۔ ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس کانفرنس کی تشہیر میں بھرپور حصہ لیں، اس میں شرکت کی ترغیب عام کریں اور احباب سمیت اس میں شریک ہوکر اسے کامیاب بنانے میں اپنا کردار نبھائیں۔ اس کانفرنس سے قائد جمعیت علماء اسلام و سرپرست وفاق المدارس العربیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، پیر طریقت حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی، جانشین خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، سجادہ نشین خانقاہ بیر شریف حضرت مولانا عبدالمجیب قریشی، وفاقی وزیر مذہبی امور حضرت مولانا مفتی عبدالشکور، وزیر اعظم پاکستان شہباز شریف کے معاون خصوصی جانشین شاہ نورانیؒ مولانا اویس احمد نورانی، نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان جناب لیاقت بلوچ، امیر جمعیت اہلحدیث سیّد ضیاء اللہ شاہ بخاری، وزیر اعلیٰ سندھ جناب سیّد مراد علی شاہ، بین الاقوامی شاعر و مداح رسول جناب سیّد سلمان گیلانی، ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ مولانا راشد محمود سومرو اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی قیادت و مبلغین خطاب فرمائیں گے۔

اس کانفرنس میں شرکت کرکے اپنا ایمان بڑھائیے اور یقین کو تازگی بخشیے۔ تحفظ ختم نبوت ہر کلمہ گو مسلمان کا دینی فریضہ ہے، جس سے کبھی بھی سرمو انحراف نہیں کیا جاسکتا۔ ۱۲۰۰ اصحابہ کرامؓ وتابعینؒ نے مسیلمہ کذاب کے خلاف جانوں کی

قربانیاں دے کر تحفظ ختم نبوت کی مضبوط نیو اٹھائی ہے۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا فرمان ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے کام کرنا حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی اور آپ کے بدترین دشمن مرزا قادیانی سے بغض کی علامت ہے۔'' شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ فرماتے ہیں: ''جو لوگ ختم نبوت کا کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ان کے ساتھ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی قیامت کے دن ان کے ساتھ ہوگی، ان شاءاللہ! یہ ملک پاکستان قائم بھی رہے گا، ملت اسلامیہ مسلمان بھی رہیں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت بھی رہے گی ان شاءاللہ!'' اگر ہم اس میں اپنا حصہ شامل کرلیں تو یہ ہمارے لئے سعادت ہوگی، اللہ تعالیٰ توفیق عمل نصیب فرمائے، آمین ثم آمین۔☆☆

مولانا حماداللہ درخواستیؒ کی رحلت

حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ نے یکے بعد دیگرے دو نکاح فرمائے۔ پہلے نکاح سے حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستیؒ، حضرت حاجی مطیع الرحمٰن درخواستیؒ فرزندانِ گرامی تھے، اسی اہلیہ محترمہ سے ایک صاحبزادی تھیں۔ ان کے بطن سے حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی مدظلہ، حضرت مولانا سیف الرحمٰن درخواستیؒ، حضرت مولانا انیس الرحمٰن درخواستیؒ تھے۔ موخرالذکر ایک اندھی گولی سے جامِ شہادت نوش فرماگئے۔ حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ علمی وعملی طور پر حضرت درخواستیؒ کی کاپی تھے۔

حضرت مولانا حماداللہ درخواستیؒ انہیں کے فرزند ارجمند تھے۔ ذی استعداد عالم دین تھے۔ تحریر وتقریر میں مہارت کاملہ رکھتے تھے، جو ۱۰ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ مطابق ۹ اگست ۲۰۲۲ء کو جوانی کے عالم میں رحلت فرماگئے۔ مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ اور مفتی حبیب الرحمٰن نے دین پور چوک رحیم یارخان کی طرف جائیں تو ہائی اسکول کے بالمقابل جامعہ عبداللہ ابن مسعودؓ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ مولانا شفیق الرحمٰن اس میں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین تھے، ان کی وفات کے بعد صاحبزادگان میں آپس میں پیار ومحبت برقرار نہ رہ سکا اور مولانا حماداللہ نے جامعہ عبداللہ ابن مسعودؓ سے تھوڑے سے فاصلہ پر گرین ٹاؤن میں مرکزی جامعہ عبداللہ ابن مسعودؓ کی بنیاد رکھی۔ اس کی ایک سالانہ تقریب میں چند سال قبل راقم کو بھی شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ مرکزی جامعہ، جامعہ عبداللہ ابن مسعودؓ کا مقابلہ تو نہ کرسکا، کیونکہ جامعہ میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ نیز ہر سال حضرت درخواستیؒ کے طرز پر دورۂ تفسیر بھی ہوتا ہے۔

جامعہ میں ہر سال تین روزہ جلسہ بھی ہوتا ہے۔ حالانکہ تین روزہ جلسوں کا رواج ختم ہوچکا ہے۔

مولانا حماداللہؒ نے اکثر کتب تو جامعہ مخزن العلوم خان پور پڑھیں دورۂ حدیث شریف جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے کیا۔ کافی عرصہ تدریس بھی کی۔ حدیث پاک کی بڑی بڑی کتابیں پڑھائیں۔ ابوداؤد شریف جیسی اوق کتاب بھی پڑھائی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے بہت محبت فرماتے۔ مجلس کے مبلغین کو سالانہ اجتماعات میں دعوت دیتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم مجلس کے مرکزی امیر بننے کے بعد ان کے پروگراموں میں شرکت فرماتے ہیں۔ بہرحال ان گنت خوبیوں کے مالک تھے۔ تقریباً اکیس دن پہلے دل کا دورہ پڑا، چونکہ گردوں کے مریض تھے۔ گردوں کی تکلیف سمجھ کر علاج کراتے رہے، جب ماہر امراض قلب کو دکھلایا تو انہوں نے کہا کہ انہیں دل کا اٹیک ہوا ہے۔ تو ماہر امراض قلب نے انہیں رحیم یارخان کے بڑے ہسپتال کے شعبۂ امراض قلب میں دکھلانے کا مشورہ دیا۔

ایمبولینس میں لے جایا رہا تھا کہ موصوف مسلسل اللہ، اللہ اور لا الٰہ الا اللہ کا ورد جاری رکھے ہوئے تھے۔ ۱۰ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ کو دوپہر کے وقت کلمہ شریف کا ورد کرتے ہوئے جانِ جاں آفریں کے سپرد کی اگلے دن ۱۱ بجے ۱۱ محرم الحرام مطابق ۱۰ اگست ۲۰۲۲ء ان کی نماز جنازہ نارمل ہائی اسکول کے گراؤنڈ میں ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد نعمان کی اقتدأ میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد سلمان مبلغ ساہیوال اور راقم محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی اور انہیں دین پور شریف کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مبلغین ختم نبوت کا سہ ماہی اجلاس

رپورٹ: حافظ محمد امین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۰، ۲۱؍جولائی ۲۰۲۲ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔ اجلاس میں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا مختار احمد میر پور خاص، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاول پور، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا عبدالحکیم نعمانی جھنگ، مولانا محمد قاسم بہاول نگر، مولانا محمد خبیب ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا فضل الرحمٰن شیخوپورہ، مولانا خالد عابد سرگودھا، مولانا محمد نعیم خوشاب، مولانا محمد قاسم منڈی بہاؤالدین، مولانا محمد ساجد بھکر، مولانا محمد اویس کوئٹہ، مولانا عابد کمال پشاور، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا توصیف احمد چناب نگر، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد حمزہ لقمان علی پور، مولانا محمد وسیم اسلم، مولانا محمد انس ملتان، مولانا ظفر اللہ سندھی لاڑکانہ، مولانا محمد طارق راولپنڈی، مولانا ابرار شریف حیدر آباد، مولانا محمد سلمان ساہیوال نے شرکت کی۔ اجلاس میں گزشتہ سہ ماہی میں وفات پانے والے علمائے کرام، مشائخ عظام اور جماعتی رفقاء کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا کی یاد میں یکم سے ۱۰؍ستمبر ۲۰۲۲ء عشرۂ ختم نبوت منایا جائے گا۔ ملک بھر میں سیمینارز، کنونشن، اجتماعات اور کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی۔ یکم ستمبر کراچی، ۲؍ستمبر شیخوپورہ، ۳؍ستمبر حافظ آباد، ۴؍ستمبر ساہیوال، ۵؍ستمبر عارف والا، مخدوم پور پہوڑاں، ۶؍ستمبر لاہور جامعہ اشرفیہ و کوہاٹ، ۷؍ستمبر پشاور، ۸؍ستمبر جھنگ و نوشہرہ، ۹؍ستمبر ملکوال و پیر محل و نظام پورہ نوشہرہ، ۱۰؍ستمبر سیالکوٹ و بنوں و فیصل آباد میں بڑی کانفرنسیں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۷؍ستمبر کو ملتان میں عظیم الشان موٹر سائیکل ریلی کا انعقاد کیا جائے گا۔ بہاول پور میں ۶؍اکتوبر کو جنوبی پنجاب کی سطح پر کانفرنس منعقد کی جائے گی۔ سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۲۷، ۲۸؍اکتوبر ۲۰۲۲ء کو حسب سابق جامعہ ختم نبوت چناب نگر میں منعقد ہوگی۔ کانفرنس کی منتظمہ کا اجلاس ۱۳؍اکتوبر ۲۰۲۲ء کو جامعہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر میں منعقد ہوگا۔ دو درجن سے زائد مبلغین نے ملتان کی مختلف مساجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کیا اور حاضرین کو تحفظ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا۔☆☆

موسیٰ والا میں جلسہ

جامع مسجد ختم نبوت موسیٰ والا ڈسکہ میں ۲۳؍جولائی ۲۰۲۲ء مغرب کی نماز کے بعد جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا۔ صدارت مولانا غلام مرتضیٰ نے کی، جبکہ تلاوت قرآن پاک کا اعزاز مولانا عبداللطیف مسعودؒ کے فرزند ارجمند قاری عبدالرحمٰن اور نعت ایک نوجوان نے پڑھی۔ مہمان خصوصی دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد اسحاق مدظلہ تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آباد نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ملت اسلامیہ پاکستان کی عظیم الشان قربانیاں، ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس اور اس کے بعد قادیانیوں کی طرف سے ہائی کورٹ کے مختلف بنچوں میں رٹیں اور عدالتوں کے فیصلوں سے سامعین کو آگاہ کیا۔

سیالکوٹ اور نارووال کے مبلغین مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا شرافت علی کی نگرانی میں یہ پروگرام منعقد ہوا، پروگرام کے آخر میں شرکاء کی بریانی کے ساتھ دعوت کی گئی۔

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور اسوۂ نبوی

مولانا مفتی خالد محمود، کراچی

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت وراہنمائی کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً اس دنیا میں بھیجا جنہوں نے آ کر انسان کو اس دنیا میں آنے کا اصل مقصد بتایا اور اسے صحیح خطوط پر زندگی گزارنے کے طور طریقوں سے آگاہ کیا۔ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ سلسلۂ نبوت جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کردیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ کی امت آخری امت ہے اس کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی آپ پر جو کتاب (قرآن کریم) نازل ہوئی وہ آخری کتاب ہے۔ یہ عقیدہ ختم نبوت کہلاتا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، اس پر ایمان لانا اسی طرح ضروری ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا، کیوں کہ یہ عقیدہ قرآن کریم کی سو سے زائد آیات اور دوسو احادیث سے ثابت ہے، امت کا سب سے پہلا اجماع بھی اسی پر منعقد ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ اسلامی تاریخ کے کسی دور میں مشکوک اور مشتبہ نہیں رہا اور نہ ہی کبھی اس پر بحث کی ضرورت سمجھی گئی بلکہ ہر دور میں متفقہ طور پر اس پر ایمان لانا ضروری سمجھا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان درحقیقت اس اُمت پر ایک احسان عظیم ہے اس عقیدہ نے اس اُمت کو ایک وحدت کی لڑی میں پرَو دیا ہے، آپ پوری دنیا میں کہیں چلے جائیں اور آپ ہر دور اور ہر عہد کی تاریخ کا مطالعہ کریں آپ کو نظر آئے گا کہ خواہ کسی قوم، کسی زبان، کسی علاقہ اور کسی عہد کا باشندہ ہو، اگر وہ مسلمان ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا ایمان ہے تو ان کے عقائد، ان کی عبادات، ان کے دین کے ارکان، ان کے طریقہ میں آپ کو یکسانیت اور وحدت نظر آئے گی جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پانچ نمازیں فرض تھیں، اسی طرح آج بھی پانچ نمازیں فرض ہیں، ان کے جو اوقات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے، وہی آج بھی ہیں جو اوقات سعودی عرب میں ہیں وہی اوقات امریکہ اور یورپ اور ایشیائی ممالک میں ہیں اسی طرح روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر احکام بھی سب کے لئے یکساں ہیں یہ سب نتیجہ ہے ختم نبوت کا، اتمام نبوت کا، اکمال شریعت کا۔

عقیدۂ ختم نبوت اس اُمت کی بقا کا ضامن ہے جب تک یہ ختم نبوت کا عقیدہ موجود ہے یہ اُمت، اُمت رہے گی اگر یہ عقیدہ نہ رہا تو پھر یہ اُمت اُمت بھی نہیں رہے گی بلکہ اُمتیں جنم لیں گی اور اُمتیں بھی کیا گروہ اور جماعتیں بنیں گی، ایک کھیل تماشا ہوگا، آئے دن کسی گوشہ اور کونہ سے ایک نبی اٹھے گا، ایک ایک شہر سے کئی کئی نبی اُبھریں گے، ان میں مناقشت چلے گی، ہر ایک اپنے دعویٰ کو مؤثر بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا او راپنے ماننے والوں کی تعداد بڑھائے گا اور پھر ان میں مقابلہ بازی ہوگی اور اس طرح اس اُمت کا اُمت پنا ختم ہوجائے گا اسی لئے علامہ اقبالؒ نے یہ حقیقت واشگاف الفاظ میں بیان کی:

”دین وشریعت تو قائم ہیں کتاب و سنت سے، دین وشریعت کی بقا اور دین و شریعت کا استمرار اور وجود مربوط ہے کتاب و سنت سے، جب تک کتاب و سنت ہے، دین باقی ہے، دین وشریعت باقی ہے، لیکن اُمت کی بقا ختم نبوت کے عقیدے سے ہے۔“

چونکہ اس عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ دین کی اساس اور بنیاد ہے کیونکہ عقیدہ ختم نبوت ہے تو ہمارا دین محفوظ ہے، عقیدہ ختم نبوت ہے تو قرآن محفوظ ہے، عقیدہ ختم نبوت ہے تو دین کی

تعلیمات محفوظ ہیں اگر یہ عقیدہ باقی نہیں رہتا تو پھر نہ دین باقی رہے گا، نہ اس کی تعلیمات اور نہ قرآن باقی رہے گا کیونکہ بعد میں آنے والے ہر نبی کو دین میں تبدیلی، تنسیخ کا حق ہوگا۔ اس لئے اس عقیدہ پر پورے دین کی عمارت قائم ہے، اسی میں امت کی وحدت کا راز مضمر ہے یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کسی نے اس عقیدہ میں نقب لگانے کی کوشش کی یا اس مسئلہ سے اختلاف کرنے کی کوشش کی، اسے امت مسلمہ نے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کردیا، اس لئے ختم نبوت کا تحفظ یا بالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کا ہی ایک حصہ ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھا ہے اور امت نے ہر دور میں اپنا یہ فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی میں کسی کوتاہی اور غفلت کی مرتکب نہیں ہوئی۔

خود قرآن کریم نے اس عقیدۂ ختم نبوت کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔“ (الاحزاب)

اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ آیت نازل فرمائی، جس میں تکمیل دین کا اعلان کیا:

”آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنا احسان پورا کردیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔“ (المائدۃ)

اس کے علاوہ قرآن کریم کی سو سے زائد آیات سے عقیدۂ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور واضح طور پر اعلان فرمایا:

”میری امت میں تئیس جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں اللہ کا آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (ابوداؤد، ترمذی)

علماء کرام نے ان تمام احادیث کو جمع کردیا ہے جن سے عقیدہ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے اور ان احادیث کی تعداد دوسو سے زائد ہے۔ اس عقیدہ پر امت کا اجماع چلا آرہا ہے بلکہ امت میں سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی، امت نے نہ صرف یہ کہ اسے قبول نہیں کیا بلکہ اس وقت تک سکون کا سانس نہیں لیا جب تک کہ اس ناسور کو کاٹ کر جسد امت سے علیحدہ نہیں کردیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دورِ حیات میں تین افراد نے نبوت کا دعویٰ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کیا طرزِ عمل اختیار کیا یہ پوری امت کے لئے مشعل راہ ہے اور امت کے لئے ایک راہنما درس ہے کہ ایسے موقع پر امت کو کیا کرنا چاہیے اور یہ بھی سب کچھ مشیت ایزدی سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو بتانا چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور زبانی ہدایات کے ساتھ عملی طور پر بھی راہنمائی ہوجائے۔ تین افراد نے نبوت کا دعویٰ کیا (۱) اسود عنسی، (۲) طلیحہ اسدی، (۳) مسیلمہ کذاب۔ اسود عنسی یمن کے علاقے صنعا کا رہنے والا تھا عنس قبیلہ کا سردار تھا اس لئے عنسی کہا جاتا ہے، حدیث میں اس کو صاحب صنعاء کہا گیا ہے اس کا نام عبہلہ تھا چونکہ بہت کالا تھا اس لئے اسود نام پڑ گیا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یمن کے گورنر کو قتل کرکے پورے یمن پر قبضہ کرلیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو اس کے خاتمہ کے لئے بھیجا اور حضرت فیروزؓ نے اسود عنسی کے گھر میں نقب لگا کر اس کا خاتمہ کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو یہ بات بتاتے ہوئے فرمایا: فاز فیروز! (فیروز کامیاب ہوگیا) اس طرح ایک جھوٹے نبی کے خاتمہ پر بارگاہِ رسالت سے حضرت فیروز رضی اللہ عنہ نے کامیابی کی سند حاصل کی۔

طلیحہ بن خویلد جو قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتا تھا نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کئی افراد اکٹھے کر لئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معروف صحابی کمانڈر حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا، انہوں نے اس کا محاصرہ کرتے ہوئے اس پر حملہ کیا اگرچہ طلیحہ قابو میں نہیں آیا، بھاگ گیا مگر باقی لوگوں کے ساتھ جنگ ہوئی اور مسلمان کامیاب و کامران واپس لوٹے۔ ابھی حضرت ضرارؓ راستہ میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔

تیسرا مدعی نبوت مسیلمہ تھا جو یمامہ کے مضبوط قبیلہ بنو حنیفہ سے تعلق رکھتا تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار نہیں کیا بلکہ نبوت میں شراکت کا دعویٰ کیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا، ”مسیلمہ رسول اللہ کی

طرف سے محمد رسول اللہ کے نام، بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے تمہاری نبوت میں مجھے شریک کر دیا ہے اس لئے آدھی زمین میری، آدھی آپ کی مگر قریش زیادتی کرتے ہیں۔"

(دلائل النبوہ، ج۵ص ۳۳۱)

اس کے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا:

"محمد رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام!

سلام ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔

امابعد!

زمین اللہ کی ہے، اللہ جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔" (دلائل النبوہ۔ ترجمان السنہ)

اس دن سے مسیلمہ کا نام کذاب پڑ گیا اور اس کے نام کا حصہ بن گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی تقسیم کے بارے میں جواب دیا کہ یہ اللہ کی ہے اللہ جس کو چاہتے ہیں اس کا وارث بناتے ہیں اور نبوت میں شراکت اور اپنے آپ کو رسول اللہ لکھنے کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ بات کہنے والا سب سے بڑا جھوٹا ہے اور یہ بات اس قابل ہے کہ اس کی طرف دھیان ہی نہ دیا جائے۔ البتہ اس کے قاصدوں کو کہا کہ اگر قاصد کا قتل کرنا جائز ہوتا تو تم دونوں کی گردن اڑا دیتا۔

یہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اور عملی نمونہ کہ ایک لمحے کے لئے بھی جھوٹی نبوت برداشت نہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے اس کا دعویٰ ناقابل برداشت ہے۔

صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل:

اسود عنسی اور طلیحہ اسدی کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیلمہ کذاب کی بیخ کنی اور اس کے خاتمے کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (جن کے سامنے آپ کا اسوۂ حسنہ موجود تھا) نے مسیلمہ کذاب کے فتنے کے خاتمے کے لئے ایک لشکر بھیجا جس میں بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، اور تمام صحابہؓ نے اس لشکرکشی پر اتفاق کیا، یوں سب سے پہلا اجماع اور سب سے قوی اور مضبوط اجماع منکرین ختم نبوت کے خلاف منعقد ہوا۔ اس جنگ میں سب سے پہلے عکرمہ رضی اللہ عنہ، پھر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے لشکر کی کمان کی۔ مسیلمہ کذاب اپنے بیس ہزار لشکریوں سمیت حدیقۃ الموت میں جہنم رسید ہوا۔ مسیلمہ کذاب کے خلاف ختم نبوت کے تحفظ کے اس پہلے معرکہ میں بارہ سو (۱۲۰۰) صحابہ کرامؓ و تابعینؒ شہید ہوئے جن میں سات سو (۷۰۰) قرآن مجید کے حافظ و عالم اور ستر بدری صحابہ کرام بھی تھے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لڑی جانے والی تمام جنگوں میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی تعداد ۲۵۹ ہے۔

مسیلمہ کذاب حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا جس پر انہوں نے کہا کہ حالت کفر میں میرے ہاتھوں ایک بڑے مسلمان شہید ہوئے تھے آج ایک بڑے کافر کو قتل کر کے میں نے اس کا مداوا کر دیا۔

یہ تو خلیفہ اول اور صحابہ کرام کا اجتماعی طرزِ عمل تھا انفرادی طور پر صحابہ نے کیا طرزِ عمل اختیار کیا درج ذیل دو واقعات سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

(۱)......یمن میں حضرت ابو مسلم خولانی جن کا نام عبداللہ بن ثوب تھا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اسلام لا چکے تھے مگر ابھی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے تھے، اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، ابو مسلم خولانی کو بھی بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی، انہوں نے انکار کر دیا، انکار پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دھکائی اور اس میں انہیں ڈال دیا وہ بلا تردد و خوف کے آگ میں کود گئے اللہ تعالیٰ نے آگ کو ان کے لئے بے اثر کر دیا اور وہ آگ سے صحیح سلامت نکل آئے، یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے ساتھیوں پر ہیبت طاری ہو گئی اور ان کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ مزید ان کے خلاف انتقامی کارروائی کریں، مگر ان کو اپنی خود ساختہ جھوٹی نبوت زمین بوس ہوتی محسوس ہوئی اس لئے انہیں یمن سے جلاوطن کر دیا وہ سیدھے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے خلیفہ مقرر ہو چکے ہیں۔ وہ مدینہ منورہ میں اجنبی تھے، مسجد نبوی میں ایک ستون کے پیچھے نماز میں مشغول ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے ایک اجنبی مسافر کو دیکھا، نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کیا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کون ہو، کہاں سے آئے؟ انہوں نے کہا یمن سے۔ یمن کے واقعہ کی اطلاع مدینہ منورہ پہنچ چکی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے اشتیاق سے پوچھا: اللہ کے دشمن اسود عنسی نے ہمارے دوست کو آگ میں ڈالا تھا آگ نے ان پر اثر نہیں کیا تم

انہیں جانتے ہو؟ حضرت ابو مسلم خولانیؒ نے کہا ہاں ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فراست ایمانی نے کام کیا، فوراً پوچھا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ وہ آپ ہی تو نہیں؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں فوراً خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور ابو مسلم خولانی کو اپنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم کے درمیان بٹھا کر فرمایا، اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا۔" (حلیۃ الاولیاء ص ۱۲۹، ج ۲، ترجمان السنۃ ص ۳۴۱، ج ۴)

(۲)...... اسی طرح حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کذاب نے بلا کر پوچھا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں انہوں نے فرمایا، ہاں! اس نے پھر پوچھا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں:؟ اس پر انہوں نے عجیب جواب دیا کہ "تم جو کچھ کہہ رہے ہو میرے کان اس سے بہرے ہیں" یعنی گواہی تو بہت دور کی بات، میرے کان یہ بات سننے کے لئے ہی تیار نہیں اور نہ ہی سننا چاہتا ہوں، مسیلمہ نے بار بار یہ سوال کیا مگر ان کا یہی جواب تھا۔ مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا اور اپنا سوال دہراتا رہا، مگر حضرت حبیب بن زیدؓ بھی ثابت قدم رہے، یہاں تک کہ ان کو شہید کر دیا۔

صحابہ کرامؓ نے اپنے طرزِ عمل سے امت پر یہ ثابت کر دیا کہ وہ آگ میں کود سکتے ہیں، اپنا ایک ایک عضو کٹوا سکتے ہیں، جان دے سکتے ہیں مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

امت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرامؓ کے اس مبارک عمل کو اپنے لئے نمونہ اور اسوہ بنایا، اس کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا اور جب کبھی کسی شوریدہ سر نے نبوت کا دعویٰ کیا امت نے نہ صرف یہ کہ اس کا مقابلہ کیا بلکہ جب تک اس کا قلع قمع نہیں کر دیا، چین اور سکون کا سانس نہیں لیا، پوری تاریخ اسلامی میں ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا کہ کبھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو اور امت نے اسے خاموشی سے برداشت کرلیا ہو۔ (جاری ہے)

قادیانیوں کی اسلام و ملک دشمن سرگرمیاں روکی جائیں

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام 6 ستمبر 2022ء کو تاریخ ساز ختم نبوت و استحکام پاکستان کانفرنس جامعہ اشرفیہ کی تیاری کے سلسلے میں مدرسہ معارف القرآن شہزادہ کاہنہ لاہور میں ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، حافظ محمد اشرف گجر، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق، ختم نبوت رابطہ کمیٹی کاہنہ کے اراکین مولانا مقصود احمد الوری، مولانا عبدالرحیم تبسم، مولانا خلیل احمد، قاری محمد حنیف شاکر، مفتی شریف نے شرکت کی۔ اجلاس میں علماء کرام نے وطن عزیز پاکستان میں منکرین ختم نبوت فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی اسلام و آئین پاکستان مخالف سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کی اسلام و ملک دشمن سرگرمیاں روکی جائیں۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ انگریز کا خود کاشتہ پودا فتنہ قادیانیت ملک کے مختلف علاقوں میں سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانی کافر و مرتد بنانے کے لئے اپنے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیے ہوئے ہیں جن کا تدارک کرنا حکومت کی آئینی و دینی ذمہ داری ہے۔ قانون تحفظ ناموس رسالت کے خلاف بیرونی دباؤ اور اندرونی سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔ اجلاس میں ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کے سلسلے میں علاقائی طور پر کئی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جو کہ ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کا جائزہ لے گی اور قرب و جوار کے علاقوں کا دورہ کرے گی۔ تشہیری مہم کو مزید فعال کرکے لئے پینا فلیکس اور اشتہارات شائع کرنے کا بھی اعلان کیا گیا۔ مولانا عزیز الرحمٰن نے کہا کہ موجودہ دور میں ختم نبوت کی کانفرنس کی اہمیت بڑھ گئی ہے کیونکہ ختم نبوت کے قوانین، تحفظ ناموس رسالت قانون کے خلاف اندرونی اور بیرونی طور پر سازشیں عروج پر ہیں، ان تمام سازشوں کو بے نقاب کرنا انتہائی اہم ہے اور یہ پوری امت کے اتحاد و اتفاق سے ممکن ہے اور مجلس تحفظ ختم نبوت اتحاد امت کا پلیٹ فارم ہے، جامعہ اشرفیہ میں ختم نبوت و استحکام پاکستان کانفرنس پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے ایک نمائندہ کانفرنس ہوگی جس سے اسلام دشمن قوتوں کو مشترکہ طور پر تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت تحفظ کے لئے پیغام دیا جائے گا اور یہ کانفرنس اتحاد امت کا عملی نمونہ ہوگی۔

عیسائی پادریوں سے چند سوالات

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

قسط:۱۱

اگر گرمی سے بچاؤ کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں بیٹھ گئے اور ان کو یہ کلمہ ملا تو تمہارے لاکھوں پادری طویل عرصہ سے غاروں میں پڑے ہوئے ہیں، ان کو اس طرح کا کلام کیوں نہیں ملا؟ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ورقہ بن نوفل سے یہ قرآن سیکھا تو تم بتاؤ ورقہ بن نوفل کے پاس خود قرآن کیوں نہیں آیا؟ ان کے ایمان اور نجات کی گواہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دی ہے، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو عرب معاشرہ کو دیکھ کر بنایا ہے تو اس طرح آپ کے مخالفین قریش کے لوگ کیوں نہیں بنا سکے جبکہ ان کو بار بار چیلنج دیا گیا کہ اس قرآن کریم کی طرح قرآن کریم بنا کر لے آؤ یا ایک سورۃ یا ایک آیت بنا کر لاؤ۔

اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شاعر امیہ ابن ابی صلت کے کلام سے یا امرأ القیس کے قصائد سے قرآن اخذ کیا ہے تو یہ اشعار و قصائد تو تمہارے پاس بھی تھے تم نے اور تمہارے بڑوں نے چیلنج کے باوجود ذلت و رسوائی کے پردوں میں چہروں کو چھپا کر بھاگ نکلنے کو ترجیح دی اور مقابلہ نہ کر سکے۔ معلوم ہوا تم جھوٹے ہو، تم کو دینِ اسلام سے حسد و نفرت ہے، تم اسلام کی روشنی کو حسد کی وجہ سے برداشت نہیں کر سکتے ہو لہٰذا تم صرف اعتراضات کے لئے رہ گئے، ہدایت سے خود بھی محروم ہو گئے اور مسیحی برادری کو بھی گمراہی کی تاریکیوں میں دھکیل دیا، تم ہر وقت حسد کی وجہ سے اپنی انگلیاں دانتوں میں رکھ کر کاٹتے رہتے ہو اور دانتوں کو پیستے رہتے ہو، لیکن اسلام آفتابِ نصف النہار کی طرح عالم میں چمکتا دمکتا آگے بڑھ رہا ہے، شاعر نے کہا:

حاسد حسد کی آگ میں خود ہی جلا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

تم لاکھ اعتراضات کرو، تمہارے اعتراضات مجنون کی بڑ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے اور نہ اسلام کو تمہارے اس ہذیان سے نقصان پہنچتا ہے بلکہ خود تم کو دنیا و آخرت کا نقصان پہنچ رہا ہے، شاعر نے کہا ہے:

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ہاں البتہ تم خود ذلیل ہو گئے تمہارا اعتبار تمہارے اپنے لوگوں میں نہیں رہا بلکہ تمہارے دل خود تمہیں ملامت کرتے ہیں کہ شرم کرو اور ایک چلّو پانی میں ڈوب مرو، تم پر تو گلیوں میں بچے بھی ہنستے ہیں کہ آ گیا یہ وہی پروفیسر اور ڈاکٹر اور دانشور ہیں جو اپنی تعلیم اور ڈگری پر فخر کرتے ہیں، یہ تو اس قابل بھی نہیں کہ ان کی کسی معقول بات پر بھی اعتبار کیا جائے یا مہذب انسانوں کی مجلس میں ان کا تذکرہ کیا جائے۔

عیسائی پادریوں سے چوتھا سوال:

عیسائی پادری اور یورپ کے مستشرقین وحی پر اعتراضات کرتے ہیں ہم ان پادریوں سے پوچھتے ہیں کہ تم اپنی کسی وحی کو دکھا دو جس میں سند کے ساتھ مذکور ہو کہ فرشتہ یا جبریل نے آ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوئی وحی سنا دی ہو؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مجموعہ کتاب ملی، جس کا نام انجیل ہے تم پادری بتاؤ کہ کس فرشتہ نے لا کر حضرت عیسیٰ کو انجیل دے دی یا یہ بتاؤ کہ کیا فرشتہ کے بغیر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل خود دے دی؟ پھر بتاؤ کہ کہاں دی، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں پر تھے جاگ رہے تھے یا سوئے ہوئے تھے، حضر میں تھے یا سفر میں تھے، موسم گرمی کا تھا یا سردی کا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس وقت عمر کیا تھی؟

پھر یہ انجیل کتنے سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس رہی، انجیل کتنی جلدوں میں تھی، ایک جلد میں تھی یا کئی جلدوں میں تھی، ہاتھ سے لکھی ہوئی تھی یا چھپ کر آئی تھی، اس وقت کاغذ نہیں ہوتا تھا، یہ بتاؤ انجیل کس چیز پر لکھی ہوئی تھی؟ یاد رکھو! تمہارے پاس تمہارے مذہب کی کوئی بنیاد نہیں ہے، انجیل آ گئی اور تم نے اس میں تحریف کر دی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کو بدل دیا، آپ کے حلیہ مبارکہ اور قد و قامت کو بدل دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے انجیل کو منسوخ کر دیا، کیونکہ تم نے خود اس کو برباد کر دیا تھا، اب نہ تمہارے پاس اصلی

انجیل ہے، نہ اس کی سریانی زبان ہے، ہاں تمہارے پاس بائبل کی چار کتابیں ہیں، جو تضادات سے لبریز ہیں اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارئین نے کئی سال گزرنے کے بعد جمع کی ہیں، جن پر تم کو خود بھی بھروسہ نہیں ہے تو دوسروں کو کیا بھروسہ ہوگا؟ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نماز کا حکم دیا ہے، روزہ کی ترغیب دی ہے، زکوٰۃ کا حکم دیا ہے، حج کا حکم دیا ہے دیگر عبادات کی ترغیب دی ہے، حرام اور حلال کا فرق بتایا ہے، شراب وکباب اور رقص وسرود اور زنا کو حرام قرار دیا ہے، خرید وفروخت کا نظام دیا ہے، اب تم بتاؤ تمہارے پاس نماز کہاں ہے، روزہ کہاں ہے، عبادت کہاں ہے، شراب کی حرمت کا حکم کہاں ہے، زنا کی ممانعت کا حکم کہاں ہے اور انسانی زندگی گزارنے کا شرعی قواعد وضوابط کے مطابق قانون کہاں ہے، خرید وفروخت کے حلال طریقے کہاں ہیں؟ یاد رکھو! تمہارا مذہب مرچکا ہے، تم مرے ہوئے مذہب کے ساتھ چپکے ہوئے ہو، آجاؤ اسلام کے پاکیزہ نظام کے ساتھ وابستہ ہوجاؤ، یہ حق ہے:

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

یعنی بجھا ہوا مردہ چراغ کہاں اور آفتاب عالمتاب کی روشنی کا مقابلہ کہاں، ذرا دیکھو! دونوں راستوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔

عیسائی پادریوں سے پانچواں سوال:

عیسائی پادریوں اور ان کے پوپوں اور مستشرقین سے مسلمان یہ پوچھتے ہیں کہ یہ بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ مریم بتول دونوں کھانا کھاتے تھے یا نہیں؟ اگر تم کہتے ہو کہ وہ کھانا نہیں کھاتے تھے تو یہ تمہارا عقیدہ بھی نہیں اور تم غلط بھی کہتے ہو، کیونکہ جگہ جگہ انجیل متی اور انجیل لوقا اور انجیل یوحنا اور انجیل مرقس اور انجیل برناباس میں لکھا ہوا ہے کہ وہ کھانا کھاتے تھے، ہمارے قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ”کَانَا یَاْکُلَانِ الطَّعَام“ (المائدہ:۷۵) یعنی عیسیٰ اور اس کی والدہ دونوں کھانا کھاتے تھے اور اگر تم اقرار کرتے ہو کہ وہ کھانا کھاتے تھے تو پھر وہ خدا یا خدا کا بیٹا کیسے ہوگئے؟ اور ان کی الوہیت کا تمہارا دعویٰ کہاں چلا گیا، جو شخص کھانا کھاتا ہے وہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں ہر چیز کی طرف محتاج ہوتا ہے اور محتاج خدا نہیں ہوسکتا۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے مندرجہ بالا آیت اور ساتھ والی سورۃ مائدہ کی چند آیتوں کی تفسیر میں لکھا ہے:

”غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جو شخص کھانے پینے کا محتاج ہے وہ تقریباً دنیا کی ہر چیز کا محتاج ہے۔ زمین، ہوا، پانی، سورج، حیوانات حتیٰ کہ میلے اور کھاد سے بھی اسے استغنا نہیں ہوسکتا۔ غلہ کے پیٹ میں پہنچنے اور ہضم ہونے تک خیال کرو بالواسطہ یا بلاواسطہ کتنی چیزوں کی ضرورت ہے۔ پھر کھانے سے جو اثرات ونتائج پیدا ہوں گے ان کا سلسلہ کہاں تک جاتا ہے۔ احتیاج وافتقار کے اس طویل الذیل سلسلہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم الوہیت مسیح ومریم کے ابطال کو بشکل استدلال یوں بیان کرسکتے ہیں کہ مسیح ومریم اکل وشرب کی ضروریات سے مستغنی نہ تھے جو مشاہدہ اور تواتر سے ثابت ہے اور جو اکل وشرب سے مستغنی نہ ہو وہ دنیا کی کسی چیز سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ پھر تم ہی کہو کہ جو ذات تمام انسانوں کی طرح اپنی بقا میں عالم اسباب سے مستغنی نہ ہو وہ خدا کیونکر بن سکتی ہے؟ یہ ایسی قوی اور واضح دلیل ہے جسے عالم وجاہل یکساں طور پر سمجھ سکتے ہیں، یعنی کھانا پینا الوہیت کے منافی ہے۔ اگرچہ نہ کھانا الوہیت کی دلیل نہیں ورنہ سارے فرشتے خدا بن جائیں معاذ اللہ! یعنی جب مسیح کو خدا کہا تو لازم ہے کہ معبود بھی کہو، مگر معبود بننا صرف اسی ذات کے ساتھ مختص ہے جو ہر قسم کے نفع وضرر کا مالک اور پورا با اختیار ہو، کیونکہ عبادت انتہائی تذلل کا نام ہے اور انتہائی تذلل اسی کے سامنے اختیار کرسکتے ہیں جو انتہائی عزت اور غلبہ رکھنے والا ہر آن سب کی سننے والا اور سب کے احوال کا پوری طرح جاننے والا ہو، اس میں تثلیث کے عقیدہ شرکیہ کے ساتھ تمام مشرکین کا بھی رد ہوگیا۔

عیسائیوں کا عقیدہ میں غلو یہ ہے کہ ایک مولود بشری کو خدا بنادیا اور عمل میں غلو وہ ہے جسے رہبانیت کہتے ہیں ”ورھبانیة ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم“ (الحدید، رکوع:۴) یہود کی جو قبائح بیان کی جاچکی ہیں سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا پرستی میں غرق ہونے کی وجہ سے دین اور دینداروں کی ان کے یہاں کوئی عظمت ووقعت نہ تھی۔ حتیٰ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی اہانت وقتل وغیرہ ان کا خاص شعار تھا۔ برخلاف اس کے نصاریٰ نے تعظیم انبیاء کرام میں اس قدر غلو کیا کہ ان میں سے بعض کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنے لگے اور ترک دنیا کرکے رہبانیت اختیار کرلی۔ اصل انجیل وغیرہ کتب سماویہ میں اس عقیدہ شرکیہ کا کہیں

پتہ نہ تھا۔ بعد میں یونانی بت پرستوں کی تقلید میں (ایک شخص) پولوس نے ایجاد کیا اسی پر سب چل پڑے اور اسی پر جمے رہے، ایسی اندھی تقلید سے نجات کی توقع رکھنا کسی عاقل کو زیبا نہیں ہے۔“ (تفسیر عثمانی ص:۱۵۹ تا ۱۶۰)

”کانا یأکلان الطعام“ آیت پر میں نے بھی کلام کیا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اس کلام کو بھی یہاں نقل کروں، ملاحظہ ہو:

الوہیت مسیح کی تو جڑ ہی کٹ گئی:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک عجیب انداز سے الوہیت مسیح ومریم کو باطل ٹھہرایا ہے، جس کو عالم و عامی ہر شخص یکساں طور پر بغیر کسی محنت ومشقت کے سمجھ سکتا ہے اور ہر عقلمند حقیقت پسند اور منصف مزاج خود یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ حق کیا ہے اور کہاں ہے؟ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

”ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقة کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لهم الایات ثم انظر انی یوفکون۔“ (المائدہ:۷۵)

ترجمہ: ”مسیح ابن مریم اور کچھ نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں، جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے ہیں اور ان کی والدہ ایک ولیہ بی بی ہیں دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بن باپ کے پیدا کیا، یہ ایک معجزاتی تخلیق تھی، جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور مقصود تھا، اب بجائے اس کے کہ یہ پیدائش اللہ کی وحدانیت اور قادر مطلق ہونے کی دلیل بنتی الٹا عیسائیوں نے اس عجیب تخلیق کو الوہیت مسیح کی علامت قرار دے دیا کہ مسیح اس لئے خدا ہے کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا ہے کہ پھر آدم کے بارے میں کیا کہو گے؟ وہ تو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تھے، یعنی اگر بغیر باپ کی پیدائش خدا بننے کی دلیل ہے تو پھر آدم کو بھی خدا کہو اور پھر حوا کو بھی خدا مانو جو بغیر باپ کے پیدا تھیں، اگر عیسیٰ علیہ السلام نے بڑے بڑے معجزے دکھا کر مُردوں کو زندہ کیا ہے، اس لئے وہ خدا ہے تو پھر موسیٰ علیہ السلام کو بھی خدا مان لو جنہوں نے ایک جماد لکڑی کی لاٹھی کو زندہ سانپ بنا کر دکھایا جوان کا معجزہ تھا اور نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح کے کئی معجزات تھے تو کیا ان سب کو خدا مانو گے؟ حقیقت یہ ہے کہ معجزہ کسی نبی کی نبوت کی دلیل ہوتا ہے، نہ یہ کہ معجزہ اس کی الوہیت کی دلیل بن جائے، اسی طرح کرامت ایک ولی کی ولایت وشرافت اور عزت وعظمت کی دلیل ہوتی ہے نہ یہ کہ کرامت کو ولی کی الوہیت کی دلیل بنایا جائے پھر بتاؤ کہ تم کو کہاں سے پتہ چلا کہ عیسیٰ علیہ السلام شریک الوہیت تھے؟

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کے متعلق ایسا جامع جملہ ارشاد فرمایا، جس سے عیسائیوں کے غلط عقائد کے بلند وبالا برج اڑ گئے اور ان کے غلط خیالات کی عمارت زمین بوس ہوگئی اور ان کی جڑ کٹ گئی، فرمایا: ”کانا یاکلان الطعام“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے، اب دیکھو جو کھانا کھاتا ہے وہ کھانے کے تمام وسائل کی طرف محتاج ہوتا ہے، وہ پہلے لوہے کی طرف محتاج ہوتا ہے، پھر لوہار سے کاشت کے اوزار بنانے کی طرف محتاج ہوتا ہے، پھر کاشت کے لئے تخم کی طرف محتاج ہوتا ہے، پھر کاشت کا محتاج ہوتا ہے، پھر بارش کا محتاج ہوتا ہے تاکہ پودا اگ آئے پھر دھوپ کی طرف محتاج ہوتا ہے نیز پودے کی نشوونما کے لئے ہوا چاہئے اور آکسیجن کی ضرورت پڑتی ہے، روشنی کی ضرورت پڑتی ہے اور ہر قسم کے ضروری اسباب کا مہیا ہونا اور مضرات کا دور ہونا چاہئے۔ پھر فصل پکنے کے لئے دھوپ اور ذائقہ پڑنے کے لئے چاند اور رنگ بھرنے کے لئے ستاروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ پھر کھانا کھانے والا فصل کاٹنے کا محتاج، پھر غلہ صاف کرنے کا محتاج، پھر آٹا پیسنے کا محتاج، پھر آٹا گوندنے کی طرف محتاج، پھر آگ پر پکانے کی طرف محتاج، پھر ہاتھ میں لقمہ اٹھا کر منہ میں ڈالنے کی طرف محتاج، پھر نظام ہضم کو دیکھئے کہ غذا پہلے معدہ میں پہنچتی ہے، معدہ کی مشینری متحرک ہوکر غذا کے کچھ اجزا کو فضلات کی صورت میں نیچے گراتی ہے اور باقی اچھے اجزا کو جگر کی طرف دفع کردیتی ہے، یہ نظام ہضم کا پہلا مرحلہ ہے۔ پھر جگر میں صفرا، سودا، دم اور ماء جمع ہوجاتا ہے، جگر صفرا کو پھینکتا ہے اگر یہی نالی خراب ہوجائے تو صفرا بدن میں پھیل کر پیلیا کی بیماری ہوجاتی ہے، پتہ پھر ایک ایک قطرہ صفرا کو معدہ میں گراتا ہے تاکہ اس تلخ پانی سے کھانا ہضم ہوجائے، جگر سودا کو تلی میں پھینکتا ہے اور پانی کو گردہ اور پھر مثانہ میں گراتا ہے، جگر خون کو بنا کر دل تک پہنچاتا ہے اور دل میں پمپنگ کا دفاعی نظام اس خون کو رگوں اور شریانوں میں ڈال کر بدن میں پھیلاتا ہے، تھن میں پہنچ کر یہ خون دودھ بن جاتا ہے، قدرت کا یہ عجیب وغریب نظام ہے، جس کی طرف کھانا کھانے والا محتاج ہے۔

(جاری ہے)

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

حیات وخدمات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ تقریباً پون صدی دین متین کی دعوت وتبلیغ میں مصروف رہے۔آپ نے بیسیوں مدارس قائم فرمائے اور سینکڑوں مدارس کی سرپرستی فرمائی۔ آج کی محفل میں حضرت درخواستیؒ کی حیات وخدمات کے حوالہ سے چند گزارشات پیش خدمت ہیں:

ولادت:

حضرت درخواستیؒ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ بروز جمعۃ المبارک اپنے آبائی گاؤں ''درخواست'' میں پیدا ہوئے، جس کی نسبت سے آپ درخواستی کہلائے۔

ابتدائی تعلیم وتعلم:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم حافظ محمود الدینؒ سے حاصل کی (جو حضرت اقدس خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ کے مسترشد تھے) نوسال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا اور ۱۸سال کی عمر میں دین پور شریف کے مدرسہ سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔

دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد حضرت دین پوریؒ نے اپنی دستار مبارک عنایت فرمائی۔ حضرت دین پوریؒ کے حکم سے روزانہ احادیث نبویہ یاد کرکے عصر کے بعد کی مجلس میں سناتے۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ ''درخواست'' میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ درخواست کے بعد چند سال بستی مومن خان پور میں پڑھاتے رہے۔ کچھ عرصہ حضرت دین پوریؒ کے صاحبزادگان کی تعلیم وتربیت کا فریضہ سرانجام دیا۔دوست واحباب کے اصرار پر نواب بہاولپور کی والدہ محترمہ کی بنائی ہوئی گنبد والی مسجد میں جامعہ مخزن العلوم والفیوض خان پور قائم کیا۔مخزن میں تھوڑے عرصہ میں حدیث وتفسیر کے دوروں کا اجراء فرمایا۔ قیام پاکستان سے پہلے جمعیت علماء ہند سے وابستہ رہے اور مجلس احرار اسلام سے بھی تعلق رہا۔

مقدمہ بہاولپور:

آپ کے استاذ محترم مولانا الٰہی بخشؒ نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے ایک عزیز عبدالرزاق سے کیا جو بعد میں قادیانی ہوگیا۔ اس نے رخصتی کا مطالبہ کیا۔مولوی صاحب نے انکار کردیا۔بات عدالت تک پہنچی، احمد پور شرقیہ کی عدالت میں آپ کیس کی پیروی کرتے رہے۔کیس احمد پور شرقیہ سے بہاولپور کے چیف کورٹ میں منتقل ہوا اور حضرت علامہ انورشاہ کشمیریؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ، دوسرے حضرات دارالعلوم دیوبند سے تشریف لائے، تو ان اکابر کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ امام العصر حضرت علامہ انورشاہ کشمیریؒ نے آپ کو حافظ الحدیث کا لقب عطا فرمایا۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں پروانہ وار حصہ لیا۔

۱۷رمضان المبارک ۱۹۶۲ء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا انتقال ہوا (جو جمعیت علماء اسلام کے امیر تھے) ان کے بعد تمام علماء کرام نے متفقہ طور پر حضرت درخواستیؒ کو جمعیت علماء اسلام کا امیر منتخب کرلیا، آپ تازیست جمعیت کے امیر رہے۔ جمعیت کے امیر منتخب ہونے کے بعد آپ نے ملک بھر میں تبلیغی، تنظیمی دورے کئے اور جمعیت کو عوامی جماعت بنانے میں شب وروز محنت کی۔

حضرت دین پوریؒ ثانی (حضرت اقدس سیّدی ومرشدی میاں عبدالہادیؒ) نے آپ کو قادری نقشبندی سلسلہ میں خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ایوب خان کے رسوائے زمانہ عائلی قوانین کے خلاف ملک بھر میں صدائے احتجاج بلند کی۔ بلوچستان میں تربت کے مقام پر ذکری فتنہ موجود ہے۔حضرت درخواستیؒ اس فتنہ کے خلاف سراپا تحریک تھے۔اپنی تقاریر میں ذکریوں کے کفریہ عقائد پر روشنی ڈالتے اور علماء کرام کو ان کا تعاقب کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ کی کوئی تقریر و بیان ردِ قادیانیت کے بغیر نہیں ہوتا تھا۔

ایران میں خمینی انقلاب کے بعد آپؒ نے ”عظمت اصحاب رسول“ کو حرزِ جان بنالیا۔

۱۹۷۰ء کا الیکشن عجیب ہنگامہ خیز تھا۔اہل دین باہم دست وگریباں تھے۔ایک طرف پاکستان پیپلز پارٹی سوشلزم کا نعرہ لے کر میدان میں آئی، تو جمعیت علماء اسلام نے آپ کی قیادت میں دین اسلام کے عادلانہ نظام کا نعرہ بلند کیا۔لبرتنظیموں سے معاہدے ہوئے۔جمعیت علماء اسلام نے اہل دین کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اہل پاکستان کو اسلام کے عادلانہ اقتصادی نظام سے روشناس کرایا جائے تو سوشلزم کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ ملک کے ۱۱۳علماء کرام نے سوشلزم کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا تو اس کے ضمن میں جمعیت کے خلاف بیان بازی شروع ہوگئی۔ جمعیت نے آپ کی امارت میں سوشلسٹوں، کمیونسٹوں، عظمت اصحاب سے دستبردار ہونے والے اور صحابہ کرامؓ کو معیارِ حق تسلیم نہ کرنے والوں کا مقابلہ کیا۔

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت نے آپ کی امارت میں حصہ لیا۔ پی پی پی کے بعد سب سے زیادہ ووٹ لئے، آپ بھی رحیم یار خان کی سیٹ سے کھڑے ہوئے، کثیر تعداد میں ووٹ حاصل کئے۔تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آپ نے مردانہ وار حصہ لیا۔ دن میں کئی کئی اجتماعات سے خطاب کیا اور لوگوں میں محبت رسول کی روح پھونکی۔

تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء:

۱۹۷۷ء کے الیکشن میں دھاندلی کے خلاف عظیم الشان تحریک چلی، جس نے آگے چل کر تحریک نظام مصطفیٰ کا روپ دھارلیا، چونکہ اس تحریک کی قیادت آپ کی جمعیت کے ناظم اعلیٰ مولانا مفتی محمودؒ فرمارہے تھے تو اس تحریک میں آپ نے انتھک محنت کی تا آنکہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے اقتدار کا سورج غروب ہوگیا۔

جنرل ضیاء الحق کا مارشل لاء:

جناب ذوالفقار علی بھٹو سے مذاکرات چل رہے تھے، ۳۲ نکات میں سے ساڑھے اکتیس نکات بھٹو حکومت نے تسلیم کرلئے، آدھے نکتہ پر اختلاف رہ گیا کہ جنرل ضیاء الحق نے بھٹو گورنمنٹ کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ضیائی مارشل لاء نے نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے عنوان پر دینی قوتوں کو تقسیم کردیا۔ جمعیت بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگئی۔حضرت درخواستیؒ ایم آر ڈی اور مارشل لاء دونوں کی مخالفت کرتے رہے، جہاں آپ ایم آرڈی میں شمولیت جمعیت کے لئے مضر سمجھتے تھے وہاں ضیاء الحق کو بھی مکار صوفی قرار دیتے اور فرماتے کہ جنرل نفاذ اسلام کے مسئلہ میں مخلص نہیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء:

ضیاء الحق کے دور میں قادیانیوں کے خلاف تیسری عظیم الشان تحریک چلی۔حضرت اس تحریک میں ضعف وعوارض کے باوجود شریک رہے۔

قاتلانہ حملے:

حضرتؒ پر کئی مرتبہ قاتلانہ حملے ہوئے۔ بایں ہمہ آپ نے ہمت و استقامت کے ساتھ دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور آپ کے پائے استقامت میں جنبش نہیں آئی، ایک مرتبہ بھر چونڈی شریف (سندھ) کے قریب آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔حملہ آور اپنی دانست میں آپ کو شہید کرکے چلے گئے۔ آپ کو چہرے اور ناک پر گہرے زخم آئے اور کافی مقدار میں خون خارج ہوا۔حملہ آور یہ سمجھے کہ حضرت شہید ہوگئے، لیکن بفضلہٖ تعالیٰ زندہ ہے۔حملہ آوروں کو برانگیختہ کرنے والا گدی نشین قتل ہوا اور اس کی لاش دریا میں بہادی گئی، اس کا نام ونشان نہ مل سکا جبکہ حضرتؒ ایک عرصہ بعد تک زندہ رہے۔

واعظ خوش بیان:

حضرت درخواستیؒ روایتی معنوں میں خطیب نہ تھے اور نہ ہی شعلہ بیان مقرر، آپ قرآن و حدیث کے دلائل سے معمور سادہ بیان فرماتے، جس میں نہ سیاسی ہیرپھیر اور نہ ہی کسی لیڈر پلیڈر کے بیان پر تبصرہ ہوتا، نہ شاعرانہ قافیہ بندی ہوتی اور نہ ہی کسی پر طعن وتشنیع، بس ایک سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی آواز ہوتی، جو سامعین کے دلوں پر اثر کرتی چلی جاتی۔ حدیث پر حدیث پڑھتے چلے جاتے، صحابہ کرامؓ کی جاں نثاری و فداکاری کا تذکرہ فرماتے تو دلوں کی دنیا تہہ و بالا ہوجاتی۔ اکابرین علماء حق اور مشائخ ربانیین کا تذکرہ فرماتے تو ہر چشم پُرنم ہوجاتی۔ عام طور پر آپ کو آخر میں وقت ملتا اور رات گئے تک آپ کی تقریر جاری رہتی۔ دعا میں شمولیت کے بغیر کسی کو نہ جانے دیتے اور فرماتے مزدور کو مزدوری آخر میں ملتی ہے۔ رحمت کا دریا موج میں ہے۔ یہ تہجد کا وقت ہے، شان والے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس وقت اللہ پاک کے حضور سجدہ ریز ہوکر رورو کر اپنی امت کے لئے دعائیں فرماتے، جھولیاں پھیلا کر بیٹھو! یہ مانگنے کا وقت ہے، اس کے دروازہ سے کوئی مانگنے والا خالی ہاتھ نہیں جائے گا، پھر دعا شروع فرماتے جو اپنے اندر تقریر کا رنگ لئے ہوتی اور لمبی ہوتی چلی جاتی اور کافی دیر تک جاری رہتی۔ کبھی موج میں آتے تو فرماتے:

ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الّا حدیث یارکہ تکرار مے کنیم

اور اپنا مذہب بیان کرتے ہوئے عربی شعر کا سہارا لیتے:

من مذھبی حب النبی و کلامہ
وللناس فیما یعشقوق مذاہب

اور جب عوام الناس کی دین سے بے رغبتی اور لہوولعب میں مشغولیت کو دیکھتے تو فرماتے:

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اور کبھی گریہ طاری ہو جاتا اور یہ شعر ورد زبان ہوتا:

بے کسے شد دین احمد ہیچ اور ایار نیست
ہر کسے با کار خود با دین احمد کار نیست

اور کبھی یہ شعر پڑھتے:

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

لوگوں کو قرآن وسنت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ کا شعر پڑھتے:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
گر باؤ نہ رسیدی تمام بولہبیت

غرضیکہ آپ کی تقریر قرآن و حدیث کا حسین امتزاج ہوتی۔ مدارس کو محمدی باغ قرار دیتے اور مساجد کو بہشتی باغ۔ مدارس کی تعمیر کی طرف لوگوں کو بھرپور توجہ دلاتے بیسیوں مدارس قائم کئے اور سینکڑوں آپ کی سرپرستی میں چلتے رہے۔

بوڑھاپے کے باوجود معمولات میں فرق نہ آیا۔ سو سال کے قریب عمر ہونے کے باوجود معمولات پر پختگی روحانی اثرات کی وجہ سے ہوسکتی ہے۔ چنانچہ حضرت درخواستیؒ کے معمولات کو دیکھ کر سیّد امین گیلانیؒ نے کیا خوب کہا:

ہونٹوں پہ حق کی بات ہے دل محوِ فکرِ حق
ان کی نظر نظر میں ہے پیغام ذکرِ حق
انسان کی شکل میں عمل و راستی کو دیکھ
کھول آنکھ دل کی حضرت درخواستیؒ کو دیکھ
فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر
ادائیں ہیں لاکھوں اور دل بے تاب ایک
ذات تھی اس کی تمیز حق و باطل کا نشان
اہل باطل اس کے دشمن اور اہل حق تھے اس کے یار
اس زمانے میں نہیں ملتی اس کی مثال
وہ خدا کا عاشقِ صادق نبی کا جاں نثار

علالت وفات:

۱۹ ربیع الاول مطابق ۲۸ راگست ۱۹۹۳ء کو علم وعمل کا یہ آفتاب عالمتاب ایک سوتین سال کی عمر میں غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا، پونے سات بجے صبح آدھی پیالی چائے نوش فرمائی اور طبیعت بگڑنے لگی۔ ڈاکٹروں کو بلانے کی کوشش کی گئی تو فرمایا کہ رہنے دو اور اب ضرورت نہیں رہی۔ سب پڑھو:'' لا الٰہ الا اللّٰہ، لا الٰہ الا اللّٰہ، لا الٰہ الا اللّٰہ، لا الٰہ الا اللّٰہ '' کچھ دیر ذکر الٰہی جاری رہا اور پھر آواز بند ہوگئی۔ مگر لب ہلتے رہے، پھر آخری ہچکی کے ساتھ ایک آواز بلند ہوئی اللہ اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

آپؒ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ یاد الٰہی، اشاعت دین اور قرآن وحدیث کی تعلیم و تدریس کے لئے وقف کئے رکھا۔ ہزاروں تشنگان علومِ الٰہیہ کو قرآن وسنت کے علوم سے آراستہ کیا۔ آپ کی نماز جنازہ آپؒ کے فرزند ارجمند مولانا فضل الرحمٰن درخواستی کی اقتدا میں گورنمنٹ نارمل اسکول کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں ہزاروں افراد نے ادا کی۔ بالآخر دین پور شریف کے مقدس قبرستان میں جہاں آپ کے مرشد حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ اور آپ کے مرشد ثانی حضرت میاں عبدالہادی دین پوریؒ، امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، خطیب پاکستان مولانا عبدالشکور دین پوریؒ آرام فرما ہیں، آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

☆☆......................☆☆

جامع مسجد نور فتح گڑھ میں جلسہ

۳۱ رجولائی عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد نور میں مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی مدظلہ کی دعوت پر جلسہ ہوا۔ ایک قاری صاحب نے خوبصورت لہجہ میں تلاوت کی، جبکہ ایک نوجوان نے سیّد امین گیلانیؒ کا لکھا ہوا ترانہ ختم نبوت پیش کیا۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر تفصیلی بیان کیا۔ خطیب مسجد مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی مدظلہ کے والد گرامی مولانا حافظ عبدالرحمٰنؒ متحرک اور فعال شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے فتح گڑھ، چنوں موم، اکبر آباد میں تین مساجد بنوائیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کی خدمات لائق تحسین ہیں۔ چنوں موم میں قادیانیوں کے دو گھر تھے، حافظ عبدالرحمٰنؒ کی مساعی جمیلہ سے ایک مسلمان ہوگیا اور ایک نقل مکانی کر گیا۔ ان کا لگایا ہوا پودا (مسجد) آج بھی اہل حق کا مرکز ہے۔ پروگرام میں مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد عارف شامی، مولانا شرافت علی، مولانا عبدالباسط اور علامہ اویس نے خصوصی شرکت کی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

جامع مسجد باگڑ سرگانہ خانیوال: جامع مسجد کا سن تعمیر تقریباً وہی ہے جو خانقاہ سراجیہ کی مسجد کا ہے۔ مستری صاحبان نے جامع مسجد خانقاہ سراجیہ کو تعمیر کیا، انہی مستری صاحبان نے باگڑ سرگانہ کی جامع مسجد کو تعمیر کیا۔ تقریباً اسّی سال پہلے خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے بانی حضرت مولانا احمد خانؒ نے ہی اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ حسن اتفاق جامع مسجد باگڑ کے بانی کا نام بھی میاں احمد سرگانہ تھا۔ ان کے بعد میاں جان محمد، میاں خان محمد سرگانہ اس کے متولی اور کمیٹی کے صدر رہے۔ موخرالذکر حضرت خواجہ خواجگانؒ کے دورِامارت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے ممبر بھی رہے۔ ہمارے حضرت صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ انہیں کے فرزند نسبتی ہیں۔ میاں خان محمدؒ کی ایک صاحبزادی حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ کی اہلیہ محترمہ ہیں۔ میاں خان محمدؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند میاں محمد قاسم سرگانہ اس مسجد کے متولی ہیں۔ ۲۲؍جولائی جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے اسی مرکزی جامع مسجد میں دیا۔

باگڑ سرگانہ کے اکثر حضرات حضرت مولانا احمد خانؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ، حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سے متعلق رہے ہیں۔ اب بھی حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ ان کے پیر ومرشد ہیں۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مرکزی مجلس عمل نے فیصلہ کیا کہ فلاں تاریخ تک اگر ہمارے مطالبات نہ مانے گئے تو ہم قادیانیوں کی عبادت گاہوں کے ساتھ وہی سلوک کریں جو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی مسجد ضرار کے ساتھ کیا تھا۔ پورے ملک میں ایک ہی واقعہ ہوا کہ قادیانیوں کی عبادت گاہ کو گرادیا گیا وہ باگڑ سرگانہ تھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اجلاس: مئی ۲۰۲۲ء میں منعقد ہونے والی مبلغین ختم نبوت کی میٹنگ میں کئی ایک مقامات پر بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا، ان میں سے ایک کانفرنس سیالکوٹ کو بھی دی گئی، جو ۱۰؍ستمبر ۲۰۲۲ء کو اسلامیہ پارک کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں منعقد ہوگی۔ سیالکوٹ کے مبلغین مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا شرافت علی نے مئی کی میٹنگ سے فارغ ہوکر سیالکوٹ، نارووال، گوجرانوالہ اور گجرات اضلاع کی تحصیلوں، قصبات، چکوک، شہروں اور دیہاتوں میں محنت شروع کردی۔ اپنے مذکورہ بالا اضلاع کے اہم مقامات پر اجلاس منعقد کئے، رابطہ کمیٹیاں بنائیں۔ حتی کہ عیدالاضحیٰ کے دنوں میں چھٹیاں بھی نہیں کیں، مولانا فقیر اللہ اختر سلمہ کی فرمائش پر راقم ۲۲؍جولائی ۲۰۲۲ء کو سیالکوٹ میں حاضر ہوا، رات قیام وآرام جامعہ فاروقیہ چوک امام صاحب میں ہوا۔ جامعہ فاروقیہ کے بانی مولانا محمد اسماعیلؒ تھے، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند اکبر مولانا محمد انذر قاسمی شہید نے جامعہ کا نظام سنبھالا۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک کا آغاز چونکہ سیالکوٹ سے ہوا۔ انتظامیہ نے اتنی دہشت پھیلا رکھی تھی کہ کوئی جماعتی ساتھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں اور مبلغین کو اپنے ہاں رہائش دینے کے لئے تیار نہ ہوا۔ اللہ پاک مولانا انذر قاسمی شہیدؒ کو اپنے ہاں سے بہترین جزائے خیر سے سرفراز فرمائیں، انہوں نے ہمیں اپنا مہمان بنایا اور اپنے ادارہ جامعہ فاروقیہ کو ختم نبوت کا مرکز بنادیا۔ راقم کو بھی چندروز ان کے ہاں رہنے اور سیالکوٹ شہر میں کام کرنے کا موقع دیا۔ ان دنوں جامعہ فاروقیہ کے ناظم اور صدر مدرس قاری محمد اسحاقؒ تھے، جو لاہور میں ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے، ان کی شکل راقم سے ملتی جلتی تھی۔ چند اہم واقعات ہوئے جن کا ذکر دلچسپی کا باعث ہوگا۔ ۱:... ہم تین چار مبلغین جامعہ فاروقیہ کا راستہ بھولے ہوئے تھے، بازار میں ایک آدمی سے پوچھا اس نے راستہ بتلایا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ یہ مولوی بھی عجیب ہیں، قاری محمد اسحاق بھی ساتھ ہیں پھر بھی راستہ پوچھ رہے ہیں۔ ۲:... ہم چوک امام صاحب سے مدرسہ والی گلی میں داخل ہوئے، محلّہ سے ایک میاں بیوی گلی سے چوک کی طرف جارہے تھے۔ خاتون نے راقم کو قاری محمد اسحاق سمجھ کر کہا: قاری صاحب! السلام علیکم! راقم نے وعلیکم السلام کہا اور مدرسہ میں داخل ہوگیا۔ چند منٹ کے بعد وہ آدمی آیا اور مولانا انذر شہید سے کہنے لگا کہ: یہ مولوی صاحب کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ قاری محمد اسحاق کے بھائی ہیں۔ موصوف نے کہا تبھی تو میری

بیوی انہیں قاری محمد اسحاقؒ سمجھ کر السلام علیکم کہہ رہی تھی۔۳:... صبح کی نماز سے پہلے راقم مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک صاحب آئے اور موذن سے پوچھا قاری محمد اسحاق کہاں ہیں؟ موذن نے میری طرف اشارہ کیا کہ یہ بیٹھے ہیں۔اس نے کہا کہ یہ تو نہیں ہیں تو موذن نے کہا کہ ابھی میرے سامنے مسجد کے بالا خانے سے اترے ہیں،غرضیکہ ایسے کئی واقعات ہوئے۔مولانا انذر قاسمیؒ شیعہ سنی تناظر میں ۲۹/جنوری ۱۹۹۵ء اندھی گولی کا نشانہ بن کر شہید ہوگئے،ان کی شہادت کے بعد ان کے بھائی قاری مصدق قاسمی اور اب ان کے فرزند ارجمند مولانا حماد انذر قاسمی سلمہ نے نظام سنبھالا ہوا ہے۔۲۱،۲۲/جولائی ۲۰۲۲ء کی درمیانی شب جامعہ فاروقیہ میں گزاری۔

دولت نگر میں جلسہ: کوٹلہ ارب علی خان کے صوبیدار حاجی اللہ رکھا مدظلہ اسّی اور نوے سال کے درمیان ہوں گے۔عمر کے اعتبار سے بوڑھے ہونے کے باوجود عزم و ہمت، دینی ذوق وشوق میں جوانوں سے بھی زیادہ جذبہ رکھتے ہیں، دو سال قبل انہوں نے پورے ملک کے فضلاء دیوبند کی زیارت کے لئے رخت سفر باندھا،شہروں شہر پھرے اور فضلاء دیوبند کی زیارت سے مشرف ہوئے۔نیز پورے ملک کے بزرگوں کے مزارات کی زیارت کا انہیں قلبی شوق ہوا اور مزارات کی زیارت کی۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگوں اور خوردوں سے والہانہ محبت فرماتے ہیں، کوٹلہ ارب علی خاں سے پندرہ سولہ کلومیٹر کے فاصلہ میں گجرات میں دولت نگر ہے۔دولت نگر کے مولانا عمر فاروق سے فرمایا کہ آپ ختم نبوت کا پروگرام نہیں رکھتے؟ انہوں نے ضلع گجرات کے مبلغ سے متعلق کہا کہ وہ کسی کا ٹائم ہی لے کر نہیں دیتے تو حاجی صاحب نے کہا کہ لو میں ٹائم لے کر دیتا ہوں۔ٹیلی فون پر راقم کو فرمایا کہ دولت نگر کے لئے ٹائم عنایت فرمائیں۔راقم نے کہا کہ میں پندرہ دن کے لئے سیالکوٹ آرہا ہوں، آپ مولانا فقیر اللہ اختر سے ٹائم طے کرلیں۔تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی۔چنانچہ ۲۴/جولائی ۲۰۲۲ء کا وقت طے ہوا۔حاجی اللہ رکھا ضعف وعوارض کے باوجود سفر کرکے دولت نگر تشریف لائے اور انہیں کی صدارت میں مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد حاجی منیب والی میں جلسہ منعقد ہوا۔تلاوت ونعت جامعہ خلفاء راشدین کے طلبہ نے پڑھی۔نیز علاقہ کے معروف نعت خواں نے ختم نبوت پر سرائیکی اور پنجابی زبانوں میں ترانے پڑھے۔اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا حاکم علی چاریاری نے سرانجام دیئے۔محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت پر تفصیلی بیان کیا۔نیز ۱۰/ستمبر کو سیالکوٹ میں منعقد ہونے والی عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی سامعین نے نعروں کی گونج میں شرکت کا ارادہ کیا۔

علی پور چٹھہ میں علماء کنونشن: علی پور چٹھہ گوجرانوالہ میں علماء کنونشن ۲۵/جولائی ۲۰۲۲ء قبل ازظہر منعقد ہوا، جس کی صدارت مقامی امیر مولانا عبدالرحمٰن نے کی، جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد افضال کھٹانہ مہتمم مدرسہ انوار الاسلام نے سرانجام دیئے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد عارف شامی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ مبلغین حضرات نے علماء کرام سے درخواست کی کہ کانفرنس کو ابھی سوا مہینہ باقی ہے۔ان دنوں میں آنے والے چار پانچ جمعات میں مسلمانوں سے شرکت کی بھرپور درخواست کی جائے۔

۲:... تجویز آئی کہ خطباء کرام دوسری مساجد میں دروس کے ذریعہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں۔

۳:... کانفرنس کی تشہیر کے لئے اپنی طرف سے،اپنے اداروں کی طرف سے پینا فلیکس شائع کریں، دعوت نامہ چھاپ کر تقسیم کریں۔سوشل میڈیا کے ذریعہ سیالکوٹ کانفرنس کی تشہیر میں بھرپور حصہ لیں۔ پروگرام کے اختتام پر جامعہ انوارالاسلام کی طرف سے تمام سامعین کی بریانی سے تواضع کی گئی۔جامعہ انوارالاسلام کا سنگ بنیاد تقریباً نصف صدی سے پہلے امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ نے رکھا۔ جامعہ میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مولانا محمد اجمل خانؒ، مولانا عبدالغفور حیدری مدظلہ، مولانا راشد محمود سومرو، مولانا محمد اجمل قادری نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔مدرسہ کے بانی مولانا محمد اسحٰق کھٹانہ تھے۔ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد افضال کھٹانہ نے مدرسہ کا نظم سنبھالا ہوا ہے۔

وزیر آباد میں علماء کنونشن: ۲۵/جولائی بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد حنفیہ میں علماء کنونشن منعقد ہوا۔صدارت قاری محمد یونس مقامی امیر نے کی۔اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا قاری محمد رفیق علوی نے سرانجام دیئے۔کنونشن سے مولانا محمد عارف شامی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ ۱۰/ستمبر ۲۰۲۲ء کو سیالکوٹ میں منعقد ہونے والی عظیم الشان کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے کئی ایک تجاویز

پر غور کیا گیا۔ علماء کرام نے قافلوں کی صورت میں شرکت کا ارادہ کیا۔

ختم نبوت کنونشن گوجرانوالہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے ڈویژنل ہیڈکوارٹر میں علماء کنونشن ۲۵/ جولائی ۲۰۲۲ء کو منعقد ہوا، جس کی صدارت امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کے فرزندارجمند مولانا عزیزالرحمٰن شاہد نے کی، جبکہ مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ کنونشن میں ۷/ستمبر۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ (جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا) کی یاد میں ۱۰/ستمبر۲۰۲۲ء کو سیالکوٹ میں منعقد ہونے والی عظیم الشان کانفرنس کے سلسلہ میں گوجرانوالہ مرکز کی درج ذیل رابطہ کمیٹی بنائی گئی۔ مولانا عزیزالرحمٰن شاہد، چوہدری بابر رضوان باجوہ، مولانا امجد معاویہ، مولانا محمود الرشید قدوسی، مفتی نعمت اللہ تونسوی، مفتی عبدالواحد، پیر سمیع الحق، مولانا محمد عارف شامی، نیز کنونشن میں طے ہوا کہ شہر کی مساجد میں دروس کا سلسلہ شروع کیا جائے اور عوام میں کانفرنس کی آواز لگائی جائے۔ علماء کرام اپنے اداروں کی طرف سے پینا فلیکس چھپوا کر شہر کی تمام مساجد میں لگوائیں۔ اسٹیکرز، دعوت نامے اور سوشل میڈیا اور جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ کانفرنس کی تشہیر کی جائے گی۔ طے ہوا کہ مرکزی رابطہ کمیٹی تحصیل، یونین کونسلرز، ٹاؤن اور کالونیوں کی سطح پر رابطہ کمیٹیاں متحرک کرے گی۔ کنونشن میں مولانا قاری محمد ادریس قاسمی، مفتی محمد وقاص، مولانا طاہر حنیف طاہری، سیّد حفیظ الرحمٰن، حافظ محمد شفیق، مولانا اسامہ قاسم، قاری محمد انور، مفتی غلام نبی، حماد ارشد، مولانا مجاہد حنیف، مولانا زاہد اللہ، مولانا عامر حبیب، مولانا محمد عارف شامی سمیت کئی ایک علماء کرام نے شرکت کی۔

مولانا زاہدالراشدی مدظلہ کی تشریف آوری: ۲۵/جولائی کے علماء کونشن میں مولانا زاہدالراشدی مدظلہ کسی وجہ سے شریک نہ ہوسکے۔ چنانچہ بعد میں تشریف لائے تو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد عارف شامی اور دیگر دفتر کے احباب نے ان کا خیر مقدم کیا۔ آپ آدھ گھنٹہ سے زائد دفتر میں تشریف فرما رہے۔ کئی ایک مسائل پر انہوں نے حاضرین کو مستفید کیا۔ مولانا نے بتلایا کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے بعد جب بھٹو، شیخ مجیب اختلافات زوروں پر تھے تو چھوٹی جماعتیں اکٹھی ہوئیں اور انہوں نے شیخ مجیب الرحمٰن سے ملاقات کا فیصلہ کیا تو مذاکرات کے لئے مولانا مفتی محمود، جناب عبدالولی خان، جناب ممتاز دولتانہ پر مشتمل ایک وفد مشرقی پاکستان گیا اور شیخ مجیب الرحمٰن کو اپنے نکات کو نرم کرنے کا مطالبہ کیا تو اور باتوں کے علاوہ جناب عبدالولی خان نے شیخ مجیب الرحمٰن سے کہا کہ آپ مسلم لیگی ہیں جبکہ ہم کانگریسی ہیں۔ تقسیم سے پہلے ہم نے قیام پاکستان کی یہ کہہ کر مخالفت کی تھی کہ تقسیم ملک نہیں یہ تقسیم مسلم ہے۔ اب پھر آپ ملک کو دو حصوں میں مغربی و مشرقی کو تقسیم پر تلے ہوئے ہیں۔ ہم آپ سے درخواست کرنے آئے ہیں کہ آپ کے طرز عمل سے پھر مسلمان تقسیم ہوجائیں گے۔ مولانا موصوف چونکہ جمعیت علماء اسلام صوبہ کے ناظم نشر واشاعت تھے۔ بہت سے مسائل ان کے سینہ میں مدفون ہیں، اگرچہ آپ مختلف اخبارات میں لکھتے رہتے ہیں، لیکن جمعیت علماء اسلام اور بزرگوں سے متعلق اگر یہ مدفون خزینہ منظر عام پر آجائے تو یہ بہت بڑی تاریخی، مسلکی اور جماعتی (جمعیت علماء اسلام) خدمت ہوگی۔ اللہ پاک توفیق نصیب فرمائیں۔

جامعہ حنفیہ قاسمیہ نارووال: ۲۷/ جولائی ظہر کی نماز کے بعد نارووال کی قدیمی مرکزی جامع مسجد حنفیہ قاسمیہ میں بیان ہوا۔ مولانا محمد یحییٰ محسنؒ جو مانسہرہ ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ ۲/ مارچ ۱۹۴۷ء کو پیدا ہوئے۔ مختلف اداروں میں تعلیم حاصل کی۔ نارووال کی مرکزی مسجد میں خطیب بن کر آئے، بہت ہی جرأت منداور بہادر خطیب تھے۔ ۵۳ سال تک مذکورہ بالا مسجد میں خطابت کے جواہر پارے لٹاتے رہے۔ آخری چند سال جماعتی کاموں سے کنارہ کش ہوگئے، چنانچہ ۱۲/ اپریل ۲۰۲۰ء کو دارِفانی سے کوچ کر گئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند اکبر قاری محمد زکریا جانشین مقرر ہوئے، جبکہ خطابت کے فرائض معروف ثنا خواں اور مولانا یحییٰ محسنؒ کے فرزند ارجمند مولانا پروفیسر عبدالقدوس سرانجام دے رہے ہیں۔ عصر جامع مسجد عثمانیہ نارووال میں ادا کی اور بیان ہوا۔ مولانا شکیل احمد توحیدی نے مبلغین ختم نبوت کا خیر مقدم کیا۔ بعد مغرب وسایا قلعہ احمد آباد میں جلسہ منعقد ہوا، جس سے علامہ نورالحسن، پروفیسر زاہد محمود اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ عشاء ڈومالہ کی جامع مسجد میں پڑھی اور راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔ مذکورہ بالا پروگراموں میں پروفیسر زاہد محمود اور مولانا شرافت حسین مبلغ نارووال کی معیت حاصل رہی۔ رات کا قیام و آرام جامع مسجد عبدالحمید نارووال میں ہوا اور صبح کی نماز کے بعد مذکورہ مسجد میں بھی راقم کا بیان ہوا، جس میں پروفیسر زاہد صاحب نے خصوصی شرکت فرمائی۔ ☆☆

چلو چلو مزار قائد کراچی چلو
یکم
ستمبر 2022 بروز جمعرات بعد نماز عصر ان شاء اللہ
فقید المثال
عظیم الشان
تحفظ ختم نبوۃ کانفرنس
ان شاء اللہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
تاریخ ساز
آیئے اور ایمان بڑھایئے
بمقام
مزار قائد کراچی
بدعا
پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب حفظہ اللہ
نقشبندی مجددی
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
زیر سرپرستی
یادگار اسلاف مفکر ختم نبوت
حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب حفظہ اللہ
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
زیر صدارت
پیر طریقت مخدوم العلماء ولی ابن ولی حضرت مولانا
صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
زیر نگرانی
استاذ العلماء یادگار اسلاف
حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
ملک بھر سے نامور علماء کرام مشائخ عظام نعت خوان
قراء اور مذہبی سیاسی و سماجی قائدین تشریف لا رہے ہیں
تمام اہل اسلام سے جوق در جوق شرکت کی اپیل ہے
زیر اہتمام
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کراچی
برائے رابطہ
021-32780337
021-32780340
پشاوری پرنٹرز کراچی 0315-3796371 0331-3796371
Email:peshawari371@gmail.com